کتابُ الزہد

Kitab-uz-Zuhud

ظفراللہ خان



كتابُ الزُّهد

كتابُ الزُّہد

Kitab-uz-Zuhud

ظفر اللہ خان

www.emel.com.pk

Kitab uz Zuhud

Compiler: Zafarullah Khan

Publisher: Emel Publications

ایڈیشن : اوّل ۲۰۱۴

ناشر : ایمل پبلیکیشنز۔ اسلام آباد

مطبوعہ : انڈسٹری پرائیویٹ لمیٹڈ، اسلام آباد www.industree.com.pk

ISBN : 978-969-9556-08-1

تقسیم کنندہ : ایمل پبلیکیشنز۔ ۱۲، سیکنڈ فلور، مجاہد پلازہ، بلیو ایریا، اسلام آباد۔ فون: 92-51-2803096

اسلام آباد : سعید بک بینک، جناح سپر مارکیٹ، اسلام آباد

لاہور : کتاب سرائے، اردو بازار، لاہور کراچی : فضلی بک اسٹور، اردو بازار، کراچی

قیمت : **300** روپے US$ 10

پاکستان بھر سے براہ راست منگوانے کے لیے 0342-5548690 پر کال یا SMS کریں

اس کتاب کی اشاعت کے لیے ہم سلسلہ عالیہ ٹرسٹ، اسلام آباد کے شکر گزار ہیں

297.124 خان، ظفر اللہ

خ ان کتاب الزہد/ظفر اللہ خان۔ اول ایڈیشن۔ اسلام آباد: ایمل مطبوعات، 2014

136۔ص

کتابیات

آئی ایس بی این۔ 978-969-9556-08-1

1۔ الزہد۔ 2۔ الرقائق۔ 3۔ حدیث۔ 4۔ اسلام۔ 5۔ مصنف۔ 6۔ عنوان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زُہد کے ابواب

انتساب

ہر اس شخص کے نام جو سچ تلاش کرنا چاہتا ہے

حرف ناشر

''کسی اور زمانے کا خواب'' دیکھنے والے برادر ظفر اللہ خان نے اس بار ایک ایسے موضوع پر قلم اٹھایا ہے جو دینی اور الوہی دائرے میں بہت بنیادی ہے۔ ہمارا مذہبی ادب اس باب میں بہت امیر رہا ہے اور ہمارے علما، حکما بالخصوص صوفیا نے نہایت گراں قدر ذخیرہ فراہم کیا ہے۔ شریعت اور طریقت، ہر دو روایتوں میں زہد و ورع کو مقصود بالذات قرار دیا گیا ہے۔ بادی النظر میں یہ کیفیت آج کے جدید دور میں نا قابل حصول اور نا قابل عمل لگتی ہے مگر حق یہ ہے کہ ہمارے زمانے میں ہی یہ سب سے زیادہ مطلوب ہے۔

عام فہم اسلوب میں لکھی گئی یہ کتاب اپنے موضوع کو عصر سے ہم آہنگ کرنے کی مقصود و محمود کاوش ہے۔ حدیث کے بنیادی مآخذوں سے کیے گئے اس خوبصورت کام کی اہمیت تو اپنی جگہ مگر ''زہد کا تعارف'' کے عنوان سے لکھی گئی تحریر سے ظفر اللہ خان صاحب نے نورٌ علیٰ نور کا کام لیا ہے۔ ہم آج کی اس برق رفتار دنیا میں کس طرح اپنی روزمرہ زندگی میں خود کو اس تصور سے جوڑتے ہوئے للّٰہیت اور اتّقا کی کیفیت حاصل کر سکتے ہیں، اسکی عملی صورت کی طرف بھی مصنف نے ''تعارف'' میں اشارہ کیا ہے۔

دعا ہے کہ مصنف اسی احیائی فکرمندی و دلسوزی سے مزید کام کرتے رہیں۔

ایمل پبلیکیشنز کے لئے اس کتاب کی اشاعت اعزاز سے زیادہ صدقہ جاریہ کی ہے۔ اس سلسلہ کی اگلی کتاب ''کتاب الاخلاق'' بھی جلد قارئین کے ہاتھ میں ہوگی۔

شاہد اعوان

اسلام آباد

زہد کا تعارف

(۱)

زہد ایک ذہنی اور قلبی کیفیت کا نام ہے۔ایسی کیفیت جس میں ہر وہ شے بے وقعت معلوم ہو، بصورت دیگر جس کی کوئی قدر و قیمت ہو۔مثلا ہمارے سامنے مٹی کا ڈھیر پڑا ہے تو اس کو بے وقعت جاننا زہد نہیں کہلائے گا لیکن اگر ہمارے سامنے پڑا سونے کا ڈھیر ہماری نگاہ میں بے وقعت ہو گیا ہے' تو اس کو زہد کہیں گے۔زہد کے لغوی معانی ہیں آدمی کی رغبت کا کسی ایک چیز سے ہٹ کر کسی دوسری چیز سے وابستہ ہو جانا اور جس چیز سے آدمی کی رغبت پھر گئی ہے، اس کا آدمی کی نظر میں کم وقعت ہو جانا۔

(۲)

زہد کا ایک مفہوم اصطلاحی ہے۔اس کے بارے میں مختلف اقوال ہیں:

(۱)۔ لفظ زہد میں صرف تین حروف ہیں، حرف (ز) کے معنی زینتِ دنیا کو ترک کرنا ہے۔حرف (ہ) سے ہوائے نفس یعنی اپنے دل کی خواہش کو چھوڑنا ہے اور (د) سے تمام دنیا کو ترک کرنا مراد ہے۔

(۲)۔ زہد یہ ہے کہ شریعت جس چیز کی اجازت دے اسے اختیار کیا جائے اور باقی سب کچھ چھوڑ دیا جائے۔

(۳)۔ زہد نہ تو سوکھے ٹکڑے کھانے کا نام ہے اور نہ ہی پھٹا پرانا لباس پہننے کا نام ہے بلکہ دنیا کی بابت آدمی کی آرزوؤں کا قلیل ہو جانا ہے۔

(۴)۔ زہد یہ ہے کہ آدمی ستائشِ خلق سے بے پروا ہو جائے اور ستائش اس کی نگاہ میں اپنی سب وقعت کھو دے۔

(۵)۔ زہد یہ ہے کہ حرام ہمارے صبر کو اور حلال ہمارے شکر کو عاجز نہ کرسکے۔

(٦)۔ ہر اس چیز سے دستبردار ہو جانا، جو آدمی کو خدا سے غافل کردے، زہد ہے۔

(۷)۔ ہر اس چیز کو چھوڑ دینا جو آخرت میں فائدہ مند ہونے والی نہیں، زہد ہے۔

(۸)۔ زہد یہ ہے کہ جس مقصد کیلئے ہم وجود میں آئے ہیں اسی کی فکر ہمارے ذہن پر سوار ہو اور اسی کی دھن ہمیں صبح شام مشغول رکھے اور ہماری سوچیں اس چیز کی قید سے آزاد ہو جائیں، جس کے لیے ہمیں پیدا نہیں کیا گیا۔

(۹)۔ جس شخص کو دنیا کی متاع چھن جانے پر ملال نہ ہو اور کچھ مل جائے، اس پر وہ خوشی سے بے حال نہ ہو سمجھو اس نے زہد کی لگام ہر دو طرف سے تھام رکھی ہے۔

(۱۰)۔ نفس کے دنیا سے بعد، تکلف اور اعراض کا نام زہد ہے[۱]۔

(۳)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نظر میں زہد چار چیزوں کا خلاصہ ہے:

(ا)۔ ایثار (۲)۔ مواسات (۳)۔ آزادی (۴)۔ ریاضت

(ا)۔ ایثار کا مطلب یہ ہے کہ خود پر دوسروں کو ترجیح دینا، دوسروں کو خود سے پہلے (مقدم) جاننا اور دوسروں کی خاطر خود کو زحمت میں ڈالنا۔ اللہ تعالیٰ نے ائمہ حق (حق کے امام) پر فرض کیا ہے کہ وہ اپنے نفس کو مفلس و نادار لوگوں کی سطح پر رکھیں تا کہ فقیر اپنے فقر کی وجہ سے احساس محرومی میں مبتلا نہ ہو۔

۱۔ رسالہ قشیریہ، ص۔ ۲۰۳

(۲)۔ محروم لوگوں کے غم میں ہر دم شریک رہنے کا نام مواسات ہے۔

(۳)۔ انسان کو نفسی و مادی خواہشات سے آزاد ہونا چاہیے، اس لیے کہ اللہ نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہے۔ 'لا تکن عبد غیرك و قد جعلك الله حرّاً'[۱] (کسی کے غلام نہ بنو! اللہ تعالیٰ نے انسان کو آزاد پیدا کیا ہے)۔ یہ اس وقت ممکن ہے جب نفس کو شہوات اور خواہشات سے آزاد رکھا جائے۔

(۴)۔ ریاضت نفس کرنے والوں کی گفتگو جچی تلی، لباس درمیانہ اور ان کا چلنا فروتنی و تواضع ہے[۲]۔

(۴)

زہد سے متعلق اللہ والوں سے مختلف اقوال منسوب ہیں:

(۱)۔ حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا گیا کہ زاہد کون ہے تو آپ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا! زاہد وہ ہے جو حلال دنیا کو اللہ کے حضور جواب دہی کی خاطر ضبط میں لاتا ہے اور اس کے حرام کو عذاب کے خوف سے ترک کرتا ہے[۳]۔

(۲)۔ سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دنیا سے اعراض کرنا یہ نہیں کہ تو غیر مرغوب چیز کھائے اور عباء پہنے بلکہ زہد یہ ہے کہ تو اپنی امیدوں کو قلیل اور کم کردے۔

(۳)۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دوستوں (اولیاء) سے دنیا کو سلب کر رکھا ہے اور پاک لوگوں (اصفیاء) سے اسے محفوظ کر رکھا ہے اور

۱۔ نہج البلاغہ، ص ۲۰۲

۲۔ نہج البلاغہ، ص ۲۰۲

۳۔ اخلاق شبیر، ص ۴۰۰

اپنے دوستوں کے دلوں سے دنیا کو نکال دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ انہیں دنیا دینے میں راضی نہیں[1]۔

(۴)۔ حضرت ابوعثمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زہد یہ ہے کہ تو دنیا چھوڑ دے اور اس سے بے نیاز ہو جائے کہ اسے کون لیتا ہے۔

(۵)۔ حضرت یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زہد، زاہد کے اندر یہ کیفیت پیدا کرتا ہے کہ وہ اپنی ملکیتی اشیاء کی سخاوت کرتا ہے یہ کیفیت محبت سے پیدا ہوتی ہے کہ محبت کرنے والا اپنی جان تک کی سخاوت کرتا ہے۔

(۶)۔ حضرت ابن جلاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ زہد یہ ہے کہ تو دنیا کی طرف دیکھے تو اس طرح دیکھے کہ یہ ایک زوال پذیر چیز ہے تاکہ دنیا تمہاری نگاہ میں حقیر ہو جائے اور تمہارے لیے اس سے اعراض کرنا آسان ہو جائے[2]۔

(۷)۔ حضرت ابن خفیف رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ دل کا اسباب سے لاتعلق ہونے اور اپنی ملکیت کی چیزوں سے ہاتھ جھاڑنے کا نام زہد ہے[3]۔

(۸)۔ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جن چیزوں سے تمہارا ہاتھ خالی ہے، ان سے دل کے خالی ہونے کا نام زہد ہے۔

(۹)۔ حضرت ابوسلیمان رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر صوف (پشمینہ) پہننا زہد کی علامت ہے تو زاہد کے لیے

۱۔ رسالہ قشیریہ، ص ۲۰۲

۲۔ رسالہ قشیریہ، ص ۲۰۳

۳۔ رسالہ قشیریہ، ص ۲۰۳

مناسب نہیں کہ تین درہموں کا لباس پہنے اور دل میں پانچ درہموں کی خواہش رکھے[1]۔

(۵)

زاہدوں کے تین درجے ہیں:

(۱)۔ بعض زاہد ابتدائی درجہ میں ہوتے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جن کے پاس کوئی چیز نہ ہو۔ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ سے زہد کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا 'ہاتھوں کا ملکیت سے اور دلوں کا طمع سے خالی ہونا زہد ہی ہے' اور جب حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ سے زہد کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا 'زہد یہ ہے کہ جن چیزوں سے زاہد کا ہاتھ خالی ہو ان سے اس کا دل بھی خالی ہو'[2]۔

(۲)۔ دوسرا گروہ ان زاہدوں کا ہے جن کا زہد تحقیق شدہ ہو۔ ان کی صفت وہ ہے جو رویم بن احمد رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کی۔ جب ان سے زہد کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا 'ان تمام چیزوں سے جو دنیا میں پائی جاتی ہیں، ان کی خواہش کو ترک کر دینا زہد ہے'۔ دنیا سے زہد اختیار کرنے میں بھی نفس کا مزہ پایا جاتا ہے۔ اس لیے کہ زہد کے اندر راحت، تعریف، نیک نامی اور لوگوں کے ہاں جاہ طلبی پائی جاتی ہے لہٰذا جو شخص دل سے ان خواہشات نفس سے آزادی اختیار کرے گا وہی حقیقی زاہد کہلائے گا[3]۔

(۳)۔ تیسرا گروہ وہ ہے جس نے یہ معلوم کر لیا اور اُسے یقین ہو گیا کہ اگر تمام کی تمام دنیا جائز طور پر اس کی ملکیت بن جائے اور پھر آخرت میں اس سے اس کا محاسبہ بھی نہ کیا جائے اور ان سے ان انعامات

۱۔ رسالہ قشیریہ، ص ۲۰۳

۲۔ اللمع فی التصوف، ص ۸۴

۳۔ اللمع فی التصوف، ص ۸۴

میں جوانہیں اللہ کے ہاں ملیں گے، کمی بھی واقع نہ ہوتی ہو اور پھر بھی یہ دنیا سے اللہ کی خاطر بے نیازی اختیار کرے۔ جب یہ لوگ اس مقام تک پہنچ جاتے ہیں تو اپنے زہد سے بھی زہد اختیار کرتے ہیں اور اپنے زہد سے توبہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے زہد کے متعلق سوال کیا گیا تو فرمایا 'زہد تو غفلت کا نام ہے' اس لیے کہ دنیا 'لاشی' ہے اور لاشی سے زہد کرنا غفلت ہے'[1]۔

(٦)

زہد آخرت کی کنجی اور آتش جہنم سے نجات کا باعث ہے اور زہد ان تمام چیزوں کے ترک کرنے کا نام ہے جو اسے یاد خدا سے غافل کر دیتی ہیں:

(١)۔ بغیر اس کے کہ ان چیزوں کے ترک ہونے پر افسوس ہو۔

(٢)۔ ان چیزوں کے واپس ہونے کا انتظار ہو۔

(٣)۔ اپنے فعل و عمل کی خوشامد کے درپے ہو۔

(٤)۔ اپنے کام کے عوض (اجر) کا طالب ہو۔

جو اپنے زہد میں سچا ہوگا، دنیا خود بخود اس کی طرف کھنچی چلی آئے گی۔ اسی لیے کہا جاتا ہے کہ اگر آسمان سے ٹوپی گرتی ہے، تو صرف اس شخص کے سر پر گرے گی، خود اس کی تمنا نہ رکھتا ہو۔

(٧)

زاہد وہ شخص ہے جو آخرت کو دنیا پر، ذلت کو عزت پر، سختی کو آرام و آسائش پر، بھوک کو شکم سیری پر، عقبیٰ کی سلامتی کو

١۔ اللمع فی التصوف، ص ٨٧

دنیا کی محبت پر اور توجہ والتفات کو غفلت پر ترجیح دے اور اس کا نفس دنیا میں ہو اور اس کا قلب آخرت میں۔

(۸)

بہترین زہد، زہد کا مخفی رکھنا ہے۔ زاہدِ حقیقی وہ ہے جو اپنے زہد کو پوشیدہ رکھے اور ہر جگہ ظاہر نہ کرتا پھرے۔ پس وہ افراد جو زہد کو مخفی نہیں کرتے، شہرت کے پھندے میں جکڑے جا چکے ہیں، زہد کا اعلان کرتے پھرتے ہیں، اپنے آپ کو زاہد کہلانے میں دوسروں کو استعمال کرتے ہیں اور بھاری رقوم خرچ کرتے ہیں ایسے لوگ زاہد نہیں بلکہ ریاکار ہیں۔ جاہ طلبی (عہدے کی طلب) اور ذات وشہرت کی محبت نے انہیں بیمار بنا دیا ہے اور ایسے لوگوں میں تکبر اور نمود نمائش کی بیماری بھی موجود ہوتی ہے۔ یہ لوگ زاہد نہیں بلکہ زاہد نما ہیں، انہوں نے زاہدوں کے لباس میں اپنے آپ کو سجا لیا ہے۔

(۹)

زہد فی الدنیا کے سوا کوئی نیک عمل ایسا نہیں جو تمام نیکیوں کا جامع ہو۔ بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے روایت ہے، کہ ہم نے تمام اعمال کی اتباع کی، مگر آخرت کے معاملے میں زہد فی الدنیا سے زیادہ موثر عمل کوئی نہیں پایا۔ بعض صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اولین تابعین سے فرمایا کہ تم اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے زیادہ عمل اور مجاہدہ کرنے والے ہو مگر وہ تم سے بہتر تھے۔ پوچھا گیا کہ وہ کیوں؟ فرمایا، وہ دنیا میں تم سے زیادہ زہد کرنے والے تھے[۱]۔

(۱۰)

حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کی: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! مجھے کوئی ایسا عمل بتایئے، کہ جسے میں کرنے لگوں تو میں اللہ کو پسند آؤں اور لوگوں کو بھی پسند آؤں۔

۱۔ قوت القلوب، ص۵۶۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا کے معاملہ میں زہد اختیار کرلو، تم اللہ کو پسند آنے لگو گے۔ جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے، اس کی بابت زہد اختیار کرلو، تم لوگوں کو پسند آنے لگو گے[۱]۔

(۱۱)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کہ کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! صاف دل، زبان کا سچا۔ لوگوں نے کہا! زبان کے سچے کو تو ہم پہنچانتے ہیں، لیکن صاف دل کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! (پرہیز گار) پاک صاف، جس کے دل میں نہ گناہ ہو، نہ بغاوت، نہ بغض، نہ حسد[۲]۔

(۱۲)

حضرت ابومحمد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام نیکیوں کو زاہدوں کے ترازو میں ڈال دو پھر بھی ان کے زہد کا ثواب ان کے لیے زیادہ ہوگا۔ کسی کو ہرگز اللہ تعالیٰ کی محبت کی توقع نہیں رکھنی چاہیے جب کہ وہ دنیا سے محبت کرنیوالا ہو اس لیے کہ اللہ تعالیٰ تو اس سے بغض رکھتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو پیدا کرنے کے بعد اس کی طرف کبھی نظر نہیں فرمائی۔ اس لیے فرماتے ہیں کہ تو پرسکون ہو جا اس لیے کہ تو کوئی چیز نہیں اور آگ میں جا کر برباد ہو جائے گا[۳]۔

(۱۳)

زندگی میں سب سے کم امید رکھنے والے ہی سب سے زیادہ زاہد فی الدنیا ہوا کرتے ہیں اور وہ آئندہ کل کے لیے

۱۔ سنن ابن ماجہ: جلد سوم: حدیث نمبر ۹۸۲

۲۔ سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۱۶

۳۔ قوت القلوب، ص ۵۶۳

بھی کچھ جمع کر کے نہیں رکھتے۔ کیونکہ ان کے نزدیک وہ چیز کل تک کے لیے باقی رہنے والی نہیں ہے اور لوگوں میں دنیا کی سب سے زیادہ رغبت رکھنے والے سب سے لمبی امید باندھنے والے ہوتے ہیں، کیونکہ دنیا میں ان کی رغبت بہت زیادہ ہوتی ہے اور زندگی میں طویل امیدوں کی وجہ سے دنیا میں ان کی حرص بڑھتی جاتی ہے۔

(۱۴)

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ قرآن پاک کی روشنی میں زہد کے متعلق فرماتے ہیں!

'الزھد کلمه بین کلمتین من القرآن :قال الله سبحانه (الکیلا تاسوا علی ما فاتکم ولا تفرحوا بما اتاکم[۱])(ومن لم یاس علی الماضی ولم یفرح بالاتی فقد اخذ الزھد بطرفیه)'[۲]۔

ترجمہ: تمام زہد قرآن مجید کے دو فقروں کے اندر سمٹا ہوا ہے۔'جو چیز ہاتھ سے نکل جائے اس کا افسوس نہ کرو اور جو مل جائے اس پر خوش نہ ہو' لہٰذا جو شخص کوئی چیز ہاتھ سے نکل جانے/ ماضی پر افسوس نہ کرے اور جو چیزیں مل جائیں ان پر مغرور نہ ہو، اس نے سارا زہد سمیٹ لیا ہے۔

(۱۵)

زہد کا عام تصور، غربت، ناداری، دنیا سے بیزاری اور پھٹے کپڑوں میں محصور کر دیا گیا ہے، حالانکہ اسلام میں ایسا نہیں ہے، اسلام کے نزدیک زہد، دولت کے ساتھ جمع ہوسکتا ہے اور غربت کے ساتھ بھی اس کی نگاہ میں ایک دولتمند بھی زاہد ہوسکتا ہے، اگر اس دولت سے غرور پیدا نہ ہو اور بدترین فقیر بھی زاہد ہوسکتا ہے، اگر دنیا کے ہاتھ

۱۔سورۃ الحدید: آیت: ۲۳

۲۔نہج البلاغہ، کلمات قصار نمبر ۴۳۹

سے نکل جانے پر غمگین و پریشان نہ ہو۔

(۱۶)

حقیقی زہد جس چیز کا نام ہے وہ دراصل ایمان کے بنیادی حقائق پر محنت کے نتیجے میں حاصل ہونے والی ایک نعمت ہے۔ یہ درحقیقت دل کی ایک کیفیت کا نام ہے۔ 'زہد' کا کوئی تعلق آدمی کے 'غریب' یا 'مالدار' ہونے کے ساتھ سرے سے ہے ہی نہیں۔ ایک آدمی ارب پتی ہو کر بھی زاہدِ دنیا اور طالبِ آخرت ہوسکتا ہے، جبکہ ایک دوسرا آدمی مفلس ہوتے ہوئے بھی دنیا پرست اور آخرت سے غافل ہوسکتا ہے۔ کیونکہ 'زہد' اور 'دنیا پرستی' کا تعلق سراسر 'ہاتھ' یا 'جیب' کے ساتھ نہیں بلکہ 'دل' کے ساتھ ہے اور آدمی کے مقاصدِ زندگی کے ساتھ ہے۔

(۱۷)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زہد یہ نہیں ہے، کہ تم کسی چیز کے مالک نہ ہو، بلکہ زہد یہ ہے کہ کوئی تمہارا مالک اور صاحب اختیار نہ ہونے پائے یعنی دولت اور کرسی انسان کے اختیار میں ہے تو انسان زاہد ہے اور اگر انسان ان دونوں کے اختیار میں چلا جائے تو اس کا زہد اور تقوی اسی وقت رخصت ہو جاتا ہے اور اس کی بقا کا امکان نہیں رہتا۔

(۱۸)

حضرت علی رضی اللہ عنہ، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زہد اور دنیا سے دوری کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس دنیا کو ہمیشہ حقیر، چھوٹا اور پست تصور کیا اور یہ سمجھا کہ پروردگار نے اس دنیا کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے الگ رکھا ہے اور دوسروں کیلئے فرش قرار دیا ہے، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے دل سے کنارہ کشی اختیار کی اور اس کی یاد کو دل سے بالکل نکال دیا اور یہ چاہا کہ اس کی زینتیں نگاہوں سے اوجھل رہیں۔ وہ دنیا سے بھوکے چلے گئے، لیکن آخرت میں سلامتی کے ساتھ وارد ہوئے۔ انھوں نے (تعمیر کیلئے) پتھر پر پتھر نہیں رکھا اور دنیا سے رخصت ہو گئے اور اپنے پروردگا کی دعوت پر لبیک کہہ دیا۔ پروردگار کا کتنا احسان ہے کہ اس نے ہمیں ان جیسا

راہنما عطا فرمایا ہے، کہ جس کی پیروی کی جائے اور قائد دیا ہے کہ جس کے نقش قدم پر قدم جمائے جائیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے دل ہٹا لیا تھا اور اس کی یاد تک اپنے ذہن سے مٹا ڈالی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ چاہتے تھے، کہ اس کی سج دھج نگاہوں سے پوشیدہ رہے تا کہ نہ عمدہ لباس پہنیں اور نہ اسے اپنی منزل خیال کریں اور نہ اس میں زیادہ قیام کی آس لگائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا خیال نفس سے نکال دیا تھا اور دل سے اسے ہٹا دیا تھا اور نگاہوں سے اوجھل رکھا تھا[۱]۔

(۱۹)

سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی پر نگاہ ڈالیں تو زہد ہی زہد نظر آتا ہے، آخرت کے اندر مقامِ محمود اور بہشت میں سب سے اونچے محلات کے مالک، تاریخ کا یہ عظیم ترین انسان، یہاں دنیا کے اندر اپنے پھٹے ہوئے لبادے پر خود اپنے ہاتھ سے پیوند لگاتا ہے اور پھر اس کو خدا کا شکر کر کے پہن لیتا ہے۔ اپنے جوتے کو خود ہی مرمت کر لیتا ہے۔ اپنی بکری کا دودھ خود دھوتا ہے۔ جو کے آٹے سے مسلسل دو روز تک سیر ہونے کا واقعہ اس کی زندگی میں کبھی پیش آتا ہی نہیں، ایک چاند گزرتا ہے، پھر دوسرا چاند گزر جاتا ہے، تیسرا چاند نکل آتا ہے، گھر میں چولہا نہیں جلتا۔ چند کھجوریں، کچھ گھونٹ پانی اور پھر خدا کی حمد، قیام، طویل سجدے، جہاد میں مشغول۔ غزوہ خندق میں اِس کے پیروکار پیٹ پر پتھر باندھ کر نکلتے ہیں تو اِس کے اپنے پیٹ پر دو پتھر بندھے دیکھے جاتے ہیں، خندق کھودتے ہوئے اِس کے ساتھی پسینے میں شرابور ہیں تو یہ بھی پتھر توڑنے میں مصروف ہو جاتے ہیں۔

(۲۰)

بیت المقدس میں جب عیسائی افواج بے بس ہو گئیں تو صلح کے لئے شرط رکھی کہ خلیفۃ المسلمین خود تشریف

۱۔ نہج البلاغہ، خطبہ نمبر ۱۶۰

لائیں۔اس وقت کے خلیفہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ان کی یہ شرط تسلیم کرتے ہوئے جب مسلم افواج کی چھاؤنی میں پہنچے تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنا وہی قمیص زیب تن کر رکھا ہے جس پر جگہ جگہ پیوند لگے ہوئے تھے۔خلیفہ کے کمانڈر درخواست کرتے ہیں کہ یہ ایک تاریخی موقعہ ہے، اس خستہ لباس میں وہ بیت المقدس میں داخل نہ ہوں اور اپنی سواری کی ہیئت بھی ذرا بہتر کر لیں، وہاں بڑی بڑی شخصیات آپ کو دیکھیں گی۔فرمایا: سنو! ہم دنیا کی سب سے ذلیل قوم تھے۔خدا نے ہمیں عزت اور سر بلندی دی تو اسلام کی بدولت۔بخدا، یہ عزت اور سر بلندی ہم اسلام کے سوا کسی اور چیز میں تلاش نہ کریں گے۔

(۲۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عظیم صحابی معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو عین جوانی میں موت آتی ہے تو ان کی زبان پر یہ کلمات سنے جاتے ہیں: خدایا! تو جانتا ہے دنیا سے میرا لگاؤ اور یہاں رہنے کی خواہش، زمینیں آباد کرنے اور نہریں نکالنے کیلئے کبھی نہ تھی۔دنیا سے میری رغبت اس لئے تھی کہ میں گرم دوپہروں میں روزے کی پیاس میں لذت ڈھونڈوں، خلوت کی گھڑیوں میں عبادت کے لئے محنت کشی کروں اور مجالسِ علم وذکر میں شامل ہونے کے لئے سب سے آگے بڑھ کر نشست پاؤں۔

(۲۲)

زہد یہ نہیں کہ آدمی حلال اور پاکیزہ چیزوں کو اپنے اوپر حرام کرلے۔حلال کمائی کے معاملہ میں بے رغبتی پیدا کر لینا اور کاروبارِ دنیا میں حصہ نہ لینا زہد کا ایک نہایت غلط تصور ہے۔حلال کمانا، خدا کے پاکیزہ رزق کی تلاش میں نکلنا اور اس کیلئے صبح سے شام کرنا، اور اپنی اس کمائی سے والدین، اہل خانہ کے حقوق پورے کرنا لازم ہے۔دنیا میں اس مال سے، حسب استطاعت، جہاد اور خدا کے مشن کو بھرپور تقویت دینا زہد ہے اور اپنی اس مجموعی روش سے اپنی امت کو مضبوط سے مضبوط تر کرنا زہد ہے۔اسلامی معاشرے کو ایک بیروزگار اور غیر پیداواری معاشرہ نہ رہنے دینا

اور مسلم معاشرے کو ایک باعزت، خود کفیل اور ایک غیر دست نگر (non-dependant) معاشرہ بنانے میں مؤثر سے مؤثر کردار ادا کرنا یہی زہد ہے اور یہی عبادت کی اعلیٰ شکل ہے۔

(۲۳)

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میرے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پیغام روانہ فرمایا کہ اپنا (جنگی) لباس اور ہتھیار پہن کر میرے پاس پہنچو۔ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم وضو کر رہے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مجھ پر اوپر سے لیکر نیچے تک نگاہ ڈالی، پھر فرمایا: میں تمہیں ایک لشکر کی کمان دے کر مہم پر روانہ کرنا چاہتا ہوں، اللہ تمہیں صحیح سلامت واپس لائے اور کامیابی و مالِ غنیمت دے، اور میں تمہارے مال پانے کیلئے بھی خواہشمند ہوں۔ میں نے عرض کی: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! میں مال پانے کی خاطر اسلام نہیں لایا، بلکہ اس لئے اسلام لایا ہوں کہ اسلام ہی مجھے مرغوب ہے اور اس لئے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی صحبت و معیت پاؤں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: یا عمرو، نِعِمَّ الْمَالُ الصَّالِحُ لِلْمَرْءِ الصَّالِحِ (اے عمرو!، کیا ہی خوب ہے کہ پاک مال ہو اور نیک آدمی کے ہاتھ میں ہو)[۱]۔

(۲۴)

زہد دنیا کو رد کر دینا نہیں بلکہ دنیا کو دل میں بٹھانے سے انکار کرنا ہے۔ ورنہ ہم جانتے ہیں ایک نبی علیہ السلام اپنے دور کا سب سے بڑا زاہد ہوتا ہے اور ہمارے سامنے ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام ہیں جن کے مویشی پوری ایک وادی میں آتے تھے۔ مہمانوں کا تانتا بندھا رہتا تھا، یہاں تک کہ آپ کا لقب ہی ابو الضیفان علیہ السلام (مہمانوں کا باپ) پڑ جاتا ہے! اور سلیمان علیہ السلام بادشاہ ہیں جن کے پاس مال دولت کے ڈھیر ہیں۔ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے بڑھ کر کوئی زاہد نہیں ہوسکتا۔ مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پورے نو گھر بسا رکھے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ملکیت میں

۱۔ مسند احمد: جلد ہفتم: حدیث نمبر ۸۸۹

سو بکریاں تھیں۔ سیرت کی کتابوں میں آتا ہے کہ بکریاں سو سے بڑھ جاتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان میں سے کوئی ایک ذبح کر لیتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اخراجات کیلئے فدک میں زرعی زمین کا ایک قطعہ مخصوص تھا۔ گھر میں بڑی بڑی دیر تک کچھ نہیں پکتا تھا تو یہ اس وجہ سے نہ تھا کہ ہاتھ خالی تھا بلکہ اس لئے کہ دل بڑا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدا کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے جن کو مومنوں کی اس سے کہیں بڑھ کر فکر تھی جتنی کہ خود ان کو اپنی یا اپنے اہل خانہ کی فکر ہو سکتی تھی۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صدقہ خیرات کر دیتے تھے اور اپنے لئے کچھ نہ رکھتے تھے۔

(۲۵)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رویہ اس روایت سے واضح ہوتا ہے۔ حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے شمالی طرف چلا جا رہا تھا۔ اُحد کا پہاڑ ہمارے سامنے آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے مخاطب کیا: 'ابو ذر!' میں نے عرض کی: لبیک اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر میرے پاس احد پہاڑ جتنا سونا ہو تو پھر بھی میں ہرگز پسند نہ کروں کہ تیسری رات مجھ پر اس حالت میں آئے کہ اس میں سے ایک اشرفی بھی میرے پاس بچ گئی ہو۔ اپنے پاس اگر کچھ رکھوں گا تو وہ صرف قرض لوٹانے کیلئے۔ میں بندگانِ خدا میں (دامن) بھر بھر کر ایسے دائیں اور ایسے بائیں، وہ سارا سونا لٹا دوں گا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ دیر چلے اور بولے: آج جن کی دولت کا حساب نہیں قیامت کے روز وہ غریب نکلیں گے، سوائے ان میں سے وہ جو ایسے دائیں اور ایسے بائیں اور ایسے پیچھے مال لٹاتے ہوں۔ مگر ایسے ہیں بہت تھوڑے[۱]۔

(۲۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں ہم ایسے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی جانتے ہیں جو مشکل سے دو کپڑوں میں ملبوس صفہ پر بیٹھے تھے اور کاروبارِ زندگی میں بھی کچھ بہت سرگرم نہیں تھے۔ ان کی زندگی مسجد، علم

۱۔ صحیح بخاری: جلد اول: حدیث نمبر ۲۲۸۵

اور جہاد وغیرہ کی سرگرمیوں تک ہی محدود تھی اور زیادہ تر ان کی گزر صدقات وغیرہ پر ہی ہوتی تھی۔ اسی طرح اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں ہم ایسے اصحاب رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھی دیکھتے ہیں جو کروڑ پتی تھے اور کاروبارِ زندگی میں بھی خوب سرگرم تھے، بلکہ فضیلت میں کئی کروڑ پتی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین، کئی غیر کاروباری صحابہ کی نسبت بلند تر درجے پر فائز تھے، بلکہ عشرہ مبشرہ (دس عظیم صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین جن کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دنیا میں ہی اللہ کی رضا کی بشارت دی تھی) قریب قریب سبھی کے سبھی مالی طور پر مستحکم تھے۔ عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ، زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ، عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان، سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ، خدیجہ رضی اللہ عنہا بنت خویلد، ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ جیسے لاتعداد صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین ہیں جو تجارت پر چھائے ہوئے تھے۔ مال و دولت کی ریل پیل تھی مگر دل میں خدا بستا تھا اور زبان پر صرف آخرت کا سوال تھا۔

(۲۷)

حضرت عبداللہ بن عتبہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس دن حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو شہید کیا گیا، ان کے خزانچی کے پاس ڈیڑھ لاکھ دینار اور دس لاکھ درہم تھے۔ اس کے علاوہ اریس وخیبر اور وادی القریٰ کے درمیان میں کچھ زمینیں تھیں جن کی ملکیت دو لاکھ دینار تھی۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ترکہ کا آٹھواں حصہ پچاس ہزار دینار تھا اور پورا ترکہ چار لاکھ دینار ہوئے۔ ایک ہزار گھوڑے اور ایک ہزار ملازم/کام کرنے والے مزدور اس کے علاوہ تھے۔ حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ نے تین لاکھ دینار چھوڑے اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کا غنی ہونا اتنا مشہور ہے کہ ذکر کرنے کی ضرورت نہیں۔ غرض دنیا ان کے ہاتھ میں تھی، دل میں نہ تھی۔ جب نہ ملی تھی صبر کیا، جب ملی تو شکر کیا اور اللہ تعالیٰ نے ابتداء میں ان کو فاقے میں مبتلا فرمایا یہاں تک کہ ان کے انوار، کمال کو پہنچ گئے[۱]۔

۱۔ تدبیر و تقدیر از شیخ ابن عطاء اسکندری اردو ترجمہ از مولانا اشرف علی تھانوی، صفحہ ۱۷-۲۷

شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں!

چیست دنیا؟، از خدا غافل بودن　　　　نے قماش ونقرہ فرزند وزن

(دنیا کیا ہے؟ اللہ سے غافل ہونا دنیا ہے۔ اچھا لباس، سونا، چاندی اور اولا دوخاندان دنیا نہیں ہے)۔

(۲۸)

دنیا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہاتھ میں تھی نہ کہ دلوں میں، دلیل اس کی یہ ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین دنیا سے علیحدہ رہتے تھے اور دوسروں کو اپنے نفس پر مقدم رکھتے تھے، اگر چہ خود ان پر فاقہ ہو۔ یہاں تک کہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک بکری کی سری ہدیہ آئی اور اس نے فرمایا کہ فلاں شخص مجھ سے زیادہ مستحق ہے۔ ان بزرگ نے کسی اور کا نام بتلا دیا۔ انہوں نے کسی اور کا نام لے دیا یوں ایک دوسرے کے پاس بھیجتے رہے یہاں تک کہ سات آٹھ آدمیوں میں گھوم پھر کر پہلے صحابی رضی اللہ عنہ کے پاس لوٹ آئی۔ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جنگ تبوک میں نصف مال اللہ کی راہ میں دے دیا اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سارا مال اور عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے سات سو اونٹ لدے لدائے اللہ کی راہ میں دے دیئے، اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جیش تبوک کے لئے غیر معمولی سامان پیش کیا۔

(۲۹)

زہد یہ ہے کہ دنیا آدمی کے ہاتھ میں ہو اور دل میں نہ ہو، چاہے وہ کروڑوں کا مالک کیوں نہ ہو۔ اور یہ اسی وقت ہوگا جب اس دل میں کوئی ایسی برگزیدہ اور اعلیٰ حقیقت بس گئی ہو جس کے ہوتے ہوئے 'دنیا' کیلئے اور دنیا کے 'عظیم مال ومتاع' کیلئے آدمی کے دل میں کوئی جگہ نہ ہو۔ غیر معمولی دولت بھی ہوں تو اس کو سمانے کیلئے 'دل' میں نہیں 'ہاتھ' ہی میں جگہ ملے۔ اس صورت حال کی مثال مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ نے اس شعر میں دی ہے

آب در کشتی، ہلاک کشتی ست　　　　آب اندر زیر کشتی، پستی است

(اگر پانی کشتی کے اندر چلا جائے تو کشتی ڈوب جاتی ہے اگر پانی کشتی کے نیچے رہے تو کشتی محفوظ رہتی یعنی چلتی رہتی ہے)۔

(۳۰)

زہد ایک نہایت ہی اعلیٰ حقیقت ہے، یہ اس وقت دل میں جاگزیں ہوتی ہے، جب انسان خدا کی تعظیم سیکھ لے۔ اللہ عزوجل کی شان جان لے، زندگی اور موت کے اصل مالک کی آگہی پالے، آخرت کی شناسائی پالے۔

(۳۱)

زہد سے آدمی کی نگاہ میں دنیا حقیر ہو جاتی ہے، چاہے جتنی بھی ہو اور دنیا، دل سے بے دخل کر دی جاتی ہے، چاہے 'ہاتھ' میں جتنی بھی ہو۔ ایک چیز کا چھوٹا اور حقیر ہو جانا صرف اس صورت ممکن ہے کہ کوئی اور چیز دل میں اس سے زیادہ عظیم ہونے کا مرتبہ حاصل کر گئی ہو اور وہ اللہ کی ذات عالی شان اور اس کے ساتھ تعلق کے عملی تقاضے ہیں۔

(۳۲)

زہد ایک نفسی اور روحانی حالت ہے اور چونکہ زاہد کا تعلق معنوی (اخروی) دنیا سے ہوتا ہے، اس لئے وہ زندگی کی مادی اور ظاہری چیزوں سے رغبت نہیں رکھتا اور یہ بے توجہی صرف فکر و اندیشہ، احساس اور قلبی لگاؤ ہی میں نہیں ہوتی ہے، بلکہ زاہد اپنی عملی زندگی میں بھی سادگی اور قناعت کو اپنا مسلک قرار دیتا ہے اور بناؤ سنگھار اور دنیاوی لذتوں سے پرہیز کرتا ہے۔

(۳۳)

زہد کسی 'مردہ دلی' یا کسی 'محرومیت' کا نام نہیں۔ یہ ایک عالی شان عمل کا نام ہے جو پوری انسانی زندگی اور انسانی نسل کو آخرت کے دھارے میں رکھنے کی کوشش کرتا رہتا ہے۔ زہد دنیا کو ترک کرنے کا نام ہے اور نہ دنیا سے

متنفر ہونے کا اور نہ دنیا سے فرار اختیار کرنے کا۔ زہد کا مطلب دنیا سے دست بردار ہونا نہیں بلکہ زہد تو درحقیقت دنیا کو آخرت کیلئے بھرپور استعمال کرنا ہے۔

(۳۴)

زہد مسلم معاشرے کی ایک نہایت بامقصد، عملی اور ایثار سے بھرپور اعلیٰ حقیقت ہے نہ کہ دنیا میں 'خدا' کے نام پر پسماندگی، کم دلی، سستی اور کاہلی کا مارا ہوا ایک طبقہ یا ایک تھکا ہارا معاشرہ وجود میں لانے والا کوئی 'مذہبی' طرزِ عمل ہے۔ اگر ایسا ہے تو یہ زہد نہیں ہے بلکہ رہبانیت ہے جو اسلام کی روح کے سراسر خلاف ہے۔

(۳۵)

اسلامی زہد کا رہبانیت سے کوئی تعلق نہیں ہے بلکہ اسلامی زہد اور رہبانیت دو مختلف رویے ہیں۔ رہبانیت لوگوں سے قطع تعلق کرنے اور صرف عبادت کی طرف رخ موڑ لینے کا نام ہے۔ چنانچہ رہبانیت، زندگی اور اجتماعی معاشرہ کی ضد پر استوار ہے اور مخلوق سے کنارہ کشی، گوشہ نشینی، لوگوں سے قطع تعلق اور ہر طرح کی اپنی مسئولیت (جواب دہی) اور ذمہ داریوں سے فرار کا نام ہے، لیکن اسلامی زہد، سادہ زندگی کے انتخاب کرنے کا نام ہے، لذتوں سے اجتناب کرنے کی بنیاد پر ہے، لیکن اس میں دنیا سے کنارہ کشی نہیں ہوتی۔ ایک کامل زاہد دنیا میں ہی رہتا ہے۔ بلکہ دنیا کو فتح کرتا ہے مگر اس سے دل نہیں لگاتا۔

(۳۶)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے! لا رهبانيّة في الاسلام، یعنی اسلام میں رہبانیت نہیں ہے۔ جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ خبر دی گئی کہ صحابہ کے ایک گروہ نے مادی زندگی سے منہ موڑ لیا ہے اور تمام چیزوں سے کنارہ کر لیا ہے اور عبادت کی سمت اختیار کر لی ہے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی سخت مذمت کی اور فرمایا: میں تمھارا پیغمبر ہوں لیکن ایسا نہیں کرتا جیسا کہ تم نے کرنے کی ٹھانی ہے۔

(۳۷)

اللہ والوں نے زہد کی تین نشانیاں بتائی ہیں:

(۱)۔ زہد یہ ہے کہ آدمی 'موجود' پر خوش نہ ہو اور 'مفقود' پر افسوس نہ کرے[۱]۔ دوسری چیزوں کے معاملہ میں بھی یہ درست ہے، مگر مال و دولت اور عیش و آسائش کے معاملہ میں زہد کا یہ اہم معیار ہے۔

(۲)۔ زہد یہ ہے کہ وہ شخص جو ہماری ستائش کرتا ہے اور وہ جو ہماری مذمت کرتا ہے ہماری نگاہ میں دونوں برابر ہو جائیں۔ یہ 'جاہ اور مقام' کے معاملہ میں زہد ہے۔

(۳)۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہمیں خدا سے کتنا اُنس ہے؟ خدا کے ساتھ خلوت کی کچھ گھڑیاں گزارنے میں لطف کتنا آتا ہے؟ عبادت میں مٹھاس اور فرماں برداری میں حلاوت (شرینی) کہاں تک ہے؟ آخرت کی سمت چلنے میں سکھ کتنا ملتا ہے؟

(۳۸)

چند باتیں ایسی ہیں جو زہد اختیار کرنے میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں:

(۱)۔ روز کچھ وقت دنیا کی حقیقت پر غور و فکر میں صرف کرنا چاہیے کہ دنیا تیزی کے ساتھ روپوش ہو رہی ہے، اس کا زوال قریب ہے، یہ فانی ہے، یہ ناقص اور معیوب ہے، یہ کمتر اور حقیر ہے، اس کی دوڑ میں آدمی کے ہاتھ حسرت کے سوا کوئی چیز نہیں آتی اور یہ سب کچھ بار بار ذہن میں تازہ کرنا چاہیے اور یہ کہ دنیا کی تلاش پر اللہ کی محبت غالب رہے۔

---

[۱]۔ سورۃ حدید آیت نمبر ۲۳

(۲)۔ آخرت کی بابت سوچنا ہروقت کا معمول ہونا چاہے۔آخرت کس طرح روز بروز قریب آ رہی ہے،اس کا آجانا کس قدر یقینی ہے،اس کا ہمیشہ ہمیشہ کیلئے باقی رہنا کیسا جاندار تصور ہے،اس کی پائیداری کیسی دلکش ہے،اس کی وسعت کیسی بے اندازہ ہے،اس کی نعمتیں کیسی پرلطف ہیں،اوراس کی صحبتیں کیسی اعلیٰ ہیں۔ یہ سب وہ باتیں ہیں جو بار بار سوچ میں آنی چاہئیں بلکہ ہمیں اسی سوچ میں رہنا چاہیے۔

(۳)۔ موت کا بکثرت تذکرہ کرنا چاہیے۔آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ موت کا تذکرہ دنیا کی لذتوں کو مکدر (خراب) کرتا ہے۔حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے!

موت کے آئینہ میں تجھکو دکھا کر رخ دوست　　　زندگی اور بھی تیرے لیے دشوار کرے

(۴)۔ کسی جنازے کو جاتے ہوئے بڑے غور سے دیکھنا چاہیے، اور یہ سوچنا چاہیے کہ ہمارے پاس ابھی وہ موقع باقی ہے جو اس شخص کے پاس نہیں رہا جو ابھی قبر میں جا اترے گا اور یہ کہ یہ مردہ تمنا کرتا ہوگا کہ اسے ایک بار یہاں واپس آنے دیا جائے تا کہ وہ سچے دل سے توبہ کرے، یہ موقعہ ہمیں ابھی پوری طرح حاصل ہے۔ یہ دیکھ کر ہم وہ کام کریں جو وہ مردہ اس وقت نہیں کرسکتا۔ سچے دل سے تائب ہوجائیں، خدا کے ساتھ اپنے تعلق کو ازسرنو جوڑ لیں، زندگی کے اہداف (مقاصد) اور ترجیحات کا ایک بار پھر جائزہ لے لیں۔ ہمارا وہ رشتہ جو دنیا کے ساتھ ہے اور وہ رشتہ جو آخرت کے ساتھ ہے اس پر پھر ایک نظر ثانی کریں۔

(۵)۔ ہم اپنے گھر میں ہوں یا کسی عزیز کے گھر میں، ان بھلی صورتوں کو ذہن میں لانے کی کوشش کریں جو ان گھروں میں رہتے تھے مگر اب نہیں رہتے۔اپنے آباء کو تصور میں لائیں جو یہاں بسا کرتے تھے مگر اب ان کا صرف 'ذکر' ہوتا ہے۔ کچھ بھی یہاں سے ان کے ساتھ نہ جاسکا سوائے ان 'اشیاء' کے جن کو

ساتھ لے جانے کیلئے باقاعدہ 'تیار' کیا گیا تھا، باقی سب یہیں پڑا ہے۔ اس گھر کی کونسی چیز تھی جو ان کو پیاری نہ تھی؟ لیکن حق یہ ہے کہ اصل جو چیز ان کو 'پیاری' تھی وہ تو وہ ساتھ لے گئے ہیں۔

(٦)۔ ہر وہ چیز جو ہمارے ہاتھ میں ہے، خواہ وہ کتنے بھی اعلیٰ معیار کی ہے، اس کو زوال ہے، اور ہمیں صبح شام خود کو اس بات کی یاد دہانی کرانی چاہیے۔ بے شک ہم کسی محل میں رہیں، نہایت اعلیٰ گاڑی استعمال کریں، مگر دن میں ایک آدھ بار اس کو اس نظر سے ضرور دیکھیں کہ محل اور اس کے باسی کا ساتھ چند گھڑیوں کا ہے، پھر یہ کسی اور کے پاس ہوگا، اور یہ کہ نہایت خوبصورت گاڑی اور یہ سوار ہمیشہ اکٹھے نظر نہیں آئیں گے۔

(٧)۔ ہمیں اس شخص کو دیکھنا چاہیے جو ہم سے مال و دولت میں کم ہو اور اس شخص کو نہیں دیکھنا چاہیے جو ہم سے مال و دولت میں بڑھا ہوا ہے[١]۔

(٣٩)

زہد کی یہ وہ تعبیر ہے جو ہمیں احادیث سے ملی ہے اور ان بزرگوں کی تعلیمات سے ملی ہے جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غلامی میں زہد کے اعلیٰ علمی اور عملی نمونے پیش کیے ہیں۔ یہ روشن ضمیر لوگ تھے اور ہیں جو ہمارے لیے مشعل راہ ہیں، میری رائے میں زہد کی اس صحیح تعبیر کو آجکل پھیلانا دو وجہ سے لازم ہے:

(١)۔ اہلِ اسلام میں زہد کا غلط تصور رائج ہے۔ یہ اسلام کے نام پر رہبانیت ہے۔

(٢)۔ بہت سے لوگ دنیا کو دل میں بسائے ہوئے ہیں۔ اس کی اندھی تلاش میں اپنی ذات بلکہ اپنے مالک و خالق کو بھی بھول چکے ہیں۔

١۔ بخاری۔ رقم: ٦٤٩٠

ان حالتوں میں لازم ہے کہ ہم دنیا اوراس کی تلاش کے حقیقی تصور کو اجاگر کریں تا کہ ہمارے مزاج میں توازن آئے۔ روح میں ٹھہراؤ آئے اور روشن ضمیری آئے۔

(۴۰)

میں نے اپنی مجوزہ خانقاہ کے نصاب کے بارے میں جب جناب جاوید صاحب سے مشورہ کیا تو انہوں نے صحاح ستہ (حدیث کی چھ بنیادی کتابیں) میں موجود ان ابواب کی طرف توجہ دلائی جو زہد کے متعلق ہیں۔ جب میں نے ان کے اس مشورہ پر عمل کرنا شروع کیا تو اپنے نفس کی گمراہیوں کے کئی پوشیدہ گوشے سامنے آئے یہ کتاب حدیث کی ان بنیادی کتابوں میں موجود زہد سے متعلق صحیح احادیث کی روشنی میں ترتیب دی گئی ہے۔ توقع ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ یہ کتاب ہر طبقے اور ہر عمر کے قارئین کے لئے خدا کے فضل و کرم سے مفید ثابت ہوگی۔

خدائے مہربان سے انتہائی عاجزانہ دعا ہے کہ وہ اس خدمت کو شرفِ قبول بخشے اور ہمیں توفیق دے کہ ہم زہد سے اپنی زندگیوں کو سنوار کر اس کے اچھے اور مفید بندے بنیں اور اللہ کے حضور میں یہ بھی عرض ہے کہ یہ کتاب، بندگان خدا کو خدا کے قریب لانے کے لیے ایک مئوثر ذریعہ ثابت ہو اور مصنف کے لیے بہانہ مغفرت ہو۔

ظفراللہ خان

خانقاہ سلسلہ عالیہ، اسلام آباد

اپریل ۲۰۱۴

پیشِ لفظ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ و نصلی و نسلم علیٰ رسولہٖ الکریم

اما بعد!

ھادی انس و جان، رحمت عالمیاں حضرت محمد مصطفیٰ علیہ اطیب والتحیة والثناء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انسانی جسم میں ایک لوتھڑا ہے اگر وہ درست رہے تو سارا جسم درست رہتا ہے اور اگر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم فساد کا شکار ہو جاتا ہے۔ آگاہ رہو وہ دل ہے'۔

اس ارشاد طیبہ سے یہ حقیقت آشکارا ہوتی ہے کہ گمراہی، قلب ونظر کا فساد ہے اور ہدایت و اصلاح، دل ونگاہ کی پاکیزگی اور طہارت ہے۔ اصلاح و ہدایت کا عمل کیسے پایاں پزیر ہوتا ہے اس حوالہ سے علماءِ نفسیات اور راہ نوردان روحانیت کی بے شمار آراء پڑھنے اور سننے کو ملتی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ اس منزل کے حصول کے لیے قانون کی عملداری بھی ضروری ہے اور دلوں کی دنیا میں مثبت انقلاب بھی بنیادی تقاضا ہے۔ دونوں میں اتنا سا فرق ہے کہ قانون کی عملداری کی سرحدیں انسان کے ظاہر تک محدود رہیں جبکہ دلوں کے احوال کی تبدیلی ظاہری و باطنی دونوں پہلوؤں کو محیط ہے۔ حقیقی اصلاح تب ہی ممکن ہے جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متذکرہ بالا ارشاد کی روشنی میں انسانی دل اصلاح پزیر ہو۔ دلوں کے قلعے مضبوط اور ان کی دیواریں انتہائی محکم ہوتی ہیں۔ کوئی گولی ایسی ایجاد نہیں ہوئی، انسانیت کوئی ایٹم بم ایسا نہیں بنا سکی جو ان قلعوں کو مسخر کر سکے۔ اس دنیا کو فتح کرنے کا صرف اور صرف ایک ہی طریقہ ہے کہ انسان کے دل میں خوفِ خدا پیدا ہو جائے اور وہ اپنی ذات کی پرستش

کی بجائے اپنی زندگی اللہ جل شانہ اوراس کے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسبِ منشاء گزارنا شروع کردے۔

زیب نظر کتاب اسی اہم ترین موضوع پر جناب بیرسٹر ظفر اللہ خان، سیکریٹری وزارت قانون وانصاف وانسانی حقوق، حکومتِ پاکستان، نے انتہائی محنت اور خلوص سے ترتیب دی ہے۔اس خوبصوت کاوش میں حضور خاتم المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلیل القدر صحابہ کرام رضوان اللہ عنہم اجمعین اور صالحین امت رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال و اعمال کی روشنی میں انسانی زندگی کے مثبت ترین اور مفید ترین پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ ہمارے ملک میں جاری طلب زر اور حصول اقتدار کی جنگ سے نجات صرف اور صرف اس وقت مل سکتی ہے جب اسلام کے آفاقی اور سنہرے اصولوں کی روشنی میں ہماری باطنی زندگیوں کے اندر حقیقی تبدیلیاں رونماں ہوں۔ ایسے مثبت اور حیات آفرین انقلاب کے لیے پاکیزہ لٹریچر سب سے بڑا عنصر ہے۔ جناب بیرسٹر ظفر اللہ خان صاحب کی 'کتاب الزہد' کواس سلسلۃ الذہب کی مفید ترین کڑی قرار دیا جاسکتا ہے۔

میری دعا ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ مصنف کی اس کاوش کواپنی بارگاہ میں قبول ومنظور فرمائے اوراسے پاکستان میں بسنے والے مسلمانوں کی ہدایت کا سبب بنائے۔

آمین ثم آمین

پیر محمد امین الحسنات شاہ

سجادہ نشین دربار عالیہ بھیرہ شریف

وزیر مملکت برائے مذہبی واقلیتی امور اسلامی جمہوریہ پاکستان

مقدمہ

اللہ کے ساتھ تعلق میں اخلاص اور صداقت، کل بندگی کا جوہر ہے اور ہمارے دین کا مقصودِ اعظم۔ عبودیت کی اس حقیقت کا اظہار یوں تو ترکِ غفلت اور ترکِ معصیت کے تمام مظاہر سے ہوتا ہے، تاہم دو فضائل ایسے ہیں جو اگر نفس کے مستقل احوال بن جائیں تو تعلق باللہ کے تمام مطالبات درجہ کمال کو پہنچ کر پورے ہو جاتے ہیں۔ ایک استغفار اور دوسرا زہد۔ یہ دونوں ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، اور دونوں ہی ایک عاشقانہ لپک اور عاجزانہ کشش کے ساتھ اللہ کی طرف یکسو رکھتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے مزاجِ بندگی میں استغفار اور زہد کی حیثیت دو ستونوں کی سی ہے۔ استغفار میں بندہ نفس کی امارگی کو چھوڑتا ہے، اللہ کی خشیت کو اپنی سب سے بڑی قوت بناتا ہے، زہد میں بھی یہی ترک کارفرما ہے، اللہ کی محبت کو اپنا سرمایہ وجود بنا کر اللہ سے محبت کے بغیر آدمی زاہد نہیں ہو سکتا۔ زہد از روئے حال حبِ الٰہی ہے جو بندے کو غیر اللہ سے قلبی فاصلہ رکھنا سکھاتا ہے، اور اس فاصلے میں ہونے والا ہر اضافہ اللہ کے قرب کو بڑھاتا ہے۔

ہمارے زمانے میں نفس کی چالوں میں اتنی باریکیاں پیدا ہو گئی ہیں کہ اس کی ہلاکت خیزی کو ٹھیک سے محسوس کر لینا بھی سخت دشوار ہوتا جا رہا ہے، اور نفس پرستی میں ذہن کو قائل کر دینے والی طاقت بھی پیدا ہو چلی ہے۔ یہ اتنی پیچیدہ اور ہولناک صورتحال ہے جس سے نکلنے کے لیے لازم ہے کہ ہم اپنے دینی تصورِ انسان کا احیاء کریں اور بندگی کے ان اساسی احوال کی بڑے پیمانے پر تجدید کریں جن کی بنیاد پر ہمارے اسلاف نے نفس اور دنیا دونوں کو پوری طرح غالب نہیں آنے دیا تھا۔

ہمارے دوست بیرسٹر ظفر اللہ خاں صاحب جو عالی دماغ، روشن دل اور صاحب عزم شخصیت ہیں، ان کا یہ ہم سے پر احسان ہے کہ انہوں نے ہماری روحانی و اخلاقی روایت کے ایک بہت مرکزی دھارے کو، جو ہماری نااہلی اور غفلت سے منجمد ہو چکا تھا، پھر سے جاری کر دیا۔ ان کی مرتب فرمودہ 'کتاب الزھد' نہ صرف یہ کہ زہد کے مسنون اصول و مظاہر کو جامعیت کے ساتھ ہمارے علم میں لاتی ہے بلکہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس محبوب حال اور مزاج کو حتیٰ المقدور اپنے اندر منتقل کرنے کا ذوق اور جذبہ بھی ابھارتی ہے۔

یوں تو رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت ہی ہر چیز میں خیر اور زندگی کی رو دوڑا دیتی ہے لیکن اگر کوئی ایسا خوش نصیب جس نے اللہ کی توفیق سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت اور اطاعت کو یک جان کر لیا ہو، وہ جب اسوہ حسنہ کا بیان کرتا ہے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزکی ہونے کا معجزہ اندھوں کو بھی نظر آنے لگتا ہے۔ اس کتاب کی اصل برکت یہ ہے کہ زہد اور اس سے متعلقہ فضائل، پڑھنے والے کے لیے جیسے احوال بن جاتے ہیں اور یوں لگتا ہے کہ آج شعور بھی اپنی حقیقت کو پہنچ گیا اور وجود بھی۔

دعا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ بیرسٹر ظفر اللہ خاں صاحب کی اس کاوش کو خوشنودی کے ساتھ قبول فرمائے اور انہیں بھی اس جماعت کے ساتھ رکھے جس نے زہدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روایت کو زندہ اور رواں رکھا ہے، جیسے عبداللہ بن مبارک، وکیع بن جراح، امام احمد بن حنبل، امام ابی الدنیا اور امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہم۔

احمد جاوید

ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی لاہور، پاکستان

كتابُ الزُّهد

۱

زہد کیا ہے؟

۱۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا کا زہد یہ نہیں کہ آدمی حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرلے اور نہ یہ ہے کہ اپنا مال تباہ کردے۔ بلکہ زہد اور درویشی یہ ہے کہ آدمی کو اس مال پر جو اس کے ہاتھ میں ہے اس سے زیادہ بھروسہ نہ ہو جتنا اس مال پر ہے جو اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ دنیا میں جب کوئی مصیبت آئے تو اس سے زیادہ خوش ہو بہ نسبت اس کے کہ مصیبت نہ آئے دنیا میں اور وہ آخرت کے لیے اٹھا رکھی جائے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۰۰)

۲۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں، کہ ابن آدم کا دنیا میں ان چیزوں کے علاوہ اور کوئی حق نہیں: رہنے کے لیے گھر۔ تن ڈھانپنے کے لیے مناسب کپڑا۔ روٹی اور پانی کے برتن۔ (جامع ترمذی۔ رقم: ۲۱۵۸)

۳۔ حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابن آدم! تم اگر اپنی ضرورت سے

زائد مال کو محاسن میں خرچ کردو گے، تو تمہارے لیے بہتر ہوگا اور اگر ایسا نہیں کرو گے تو یہ تمہارے لیے بدتر ہوگا جبکہ حاجت کے بقدر اپنے اوپر خرچ کرنے پر ملامت نہیں کی جائے گی۔ نیز صدقات وخیرات کی ادائیگی میں ابتداء اس سے کرو جس کی تم کفالت کرتے ہو اور جان لو کہ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (جامع ترمذی۔ رقم: ۲۱۶۰)

۲

دنیا کی اصل حقیقت

۱۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا میٹھی اور سرسبز ہے اور اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس میں (اپنا) خلیفہ و نائب بنایا ہے، پس وہ دیکھے گا، کہ تم کیسے اعمال کرتے ہو۔ دنیا سے بچو اور عورتوں سے بھی ڈرتے رہو، کیونکہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلا فتنہ عورتوں میں تھا۔ (صحیح مسلم۔ رقم: ۲۷۴۲)

۲۔ صحابی رسول حضرت ابوخلاء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم کسی آدمی کو دیکھو کہ اس کو دنیا میں رغبت نہیں ہے اور وہ شخص کم گو بھی ہے، تو اس کی صحبت میں رہو، حکمت اس کے دل پر ڈالی جائے گی۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۰۱)

۳۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ایک شخص آیا اور کہنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! مجھ کو کوئی ایسا کام بتلایئے جب میں اس کو کروں تو اللہ تعالیٰ بھی مجھ کو دوست رکھے اور لوگ بھی دوست رکھیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا سے نفرت کر! اللہ تعالیٰ تجھ کو دوست رکھے گا

اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے، اس سے نفرت کر! کسی سے دنیا کی خواہش مت کر! لوگ تجھ کو دوست رکھیں گے۔(سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۲۰۲)

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ بیمار ہوئے، تو حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ ان کی عیادت کو گئے، تو دیکھا وہ رو رہے ہیں۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے کہا! تم کیوں روتے ہو؟ بھائی کیا تم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت نہیں اٹھائی، کیا یہ بات تم میں نہیں ہے؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا! ان دو باتوں میں سے کوئی ایک بات بھی میرے رونے کی وجہ نہیں ہے، نہ تو بخل کی وجہ سے دنیا کی حرص اور نہ یہ کہ میں آخرت کو برا جانتا ہوں۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو ایک نصیحت کی تھی اور مجھے لگتا ہے کہ اپنی تیئں میں نے اس میں فرق کیا۔ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا نصیحت کی تھی؟ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے کہا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا! تم میں سے ہر ایک کو دنیا میں اسی قدر کافی ہے جتنا سوار کو کافی ہوتا ہے۔(سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۱۰۴)

۵۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص سب فکروں کو چھوڑ کر ایک فکر لے گا، یعنی آخرت کی فکر، تو اللہ تعالیٰ اس کی دنیا کی فکریں اپنے ذمہ لے لے گا اور جو شخص طرح طرح کی دنیا کے فکروں میں لگا رہے، تو اللہ تعالیٰ پرواہ نہ کرے گا، وہ چاہے جس مرضی وادی میں ہلاک ہو۔(سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۱۰۶)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے، کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے، اے آدم علیہ السلام کے بیٹے! تو فراغت سے میری عبادت کر! میں تیرا دل تونگری سے بھر دوں گا اور تیری مفلسی دور کر دوں گا۔ اگر تو ایسا نہیں کرے گا، تو میں تیرا دل (دنیا کے) بکھیڑوں سے بھر دوں گا اور تیری مفلسی دور نہیں کروں گا۔(سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۱۰۷)

۳

زندگی کی حقیقت

۱۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ غزوۂ خندق کے موقع پر موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خندق کھودتے جاتے تھے اور ہم مٹی اٹھاتے جاتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے قریب سے گزرتے ہوئے فرماتے ''اے اللہ! زندگی تو بس آخرت ہی کی زندگی ہے، پس اے اللہ! تو انصار ومہاجرین کی مغفرت فرمادے! (بخاری۔رقم:۶۴۱۴)

۲۔ حضرت سہل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ جنت میں ایک کوڑے جتنی جگہ دنیا اور اس میں جو کچھ ہے، سب سے بہتر ہے اور اللہ کے راستے میں صبح کو یا شام کو تھوڑا سا چلنا بھی **دنیا و مافیھا** سے بہتر ہے۔(بخاری۔رقم:۶۴۱۵)

۳۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک چوکھٹا خط کھینچا۔ پھر اس کے درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکھٹے کے درمیان میں تھا، چھوٹے چھوٹے بہت سے خطوط

کھینچے اور پھر فرمایا! کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ جو (بیچ کا) خط باہر نکلا ہوا ہے، وہ اس کی امید ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط اس کی دنیاوی مشکلات ہیں۔ پس انسان جب ایک (مشکل) سے بچ کر نکلتا ہے، تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور دوسری سے نکلتا ہے، تو تیسری میں پھنس جاتا ہے۔(بخاری۔رقم:٦٤١٧)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! دنیا مومن کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت۔(صحیح مسلم۔رقم:٢٩٢٠)

۵۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ بازار سے گزرتے ہوئے کسی بلندی سے مدینہ منورہ میں داخل ہو رہے تھے اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دونوں طرف تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھیڑ کا ایک بچہ جو چھوٹے کانوں والا تھا، اسے مرا ہوا دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا کان پکڑ کر فرمایا! تم میں سے کون اسے ایک درہم میں لینا پسند کرے گا؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا! ہم میں سے کوئی بھی اسے کسی چیز کے بدلے میں لینا پسند نہیں کرتا اور ہم اسے لے کر کیا کریں گے؟

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم چاہتے ہو کہ یہ تمہیں مل جائے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا اللہ کی قسم! اگر یہ زندہ بھی ہوتا، تو پھر بھی اس میں عیب تھا، کیونکہ اس کا کان چھوٹا ہے، اب تو یہ مردہ حالت میں ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ کی قسم! اللہ کے ہاں یہ دنیا اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے، جتنا تمہارے نزدیک یہ مردار ذلیل ہے۔(صحیح مسلم۔رقم:٢٩٢١)

٦۔ حضرت مستورد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دنیا کی مثال

آخرت کے مقابلہ میں ایسی ہے، جیسے تم میں سے کوئی اپنی انگلی سمندر میں ڈالے، پھر دیکھے کہ کتنا پانی اس کی انگلی میں لگتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۰۸)

۷۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک بوریئے پر لیٹے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بدن میں اس کا نشان پڑ گیا۔ میں نے عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے ماں باپ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! کاش آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم کو حکم دیتے، تو ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے بچھونا کر دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ تکلیف نہ ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں تو دنیا میں ایسا ہوں، جیسے ایک سوار ایک درخت تلے سایہ کے لیے اتر پڑے، پھر تھوڑی دیر میں وہاں سے چل دے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۰۹)

۸۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ذوالحلیفہ میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دیکھا، تو ایک مردہ بکری پیر اٹھے ہوئے پڑی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم کیا سمجھتے ہو یہ اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے۔ خدا کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے، البتہ دنیا اللہ کے نزدیک اس سے بھی زیادہ ذلیل ہے، جتنا کہ یہ بکری اپنے مالک کے نزدیک ذلیل ہے اور اگر دنیا اللہ کے نزدیک ایک مچھر کے بازو کے برابر بھی اہمیت رکھتی، تو اللہ تعالیٰ اس میں سے ایک قطرہ پانی کا کافر کو پینے نہ دیتا۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۱۰)

۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے میں نے سنا! کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے تھے! دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے وہ بھی ملعون ہے، مگر (سوائے) اللہ تعالیٰ کی یاد اور اللہ کے محبوب بندوں اور عالم اور علم سیکھنے والے کے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۱۲)

۱۰۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! دنیا مسلمان کے لیے قید خانہ ہے اور کافر کے لیے جنت ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۱۳)

۱۱۔ حضرت ابو کبشہ انماری رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں تین چیزوں کے متعلق قسم کھاتا ہوں اور تم لوگوں کے سامنے بیان کرتا ہوں تم لوگ یاد رکھنا:

۱)۔ کسی صدقہ یا خیرات کرنے والے کا مال صدقے یا خیرات سے کبھی کم نہیں ہوتا۔

۲)۔ کوئی مظلوم ایسا نہیں کہ اس نے ظلم پر صبر کیا ہو اور اللہ تعالیٰ اس کی عزت نہ بڑھائیں۔

۳)۔ جو شخص اپنے اوپر سوال (بھیک مانگنے) کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے فقر و محتاجی کا دروازہ کھول دیتے ہیں یا اسی طرح کچھ فرمایا!

چوتھی بات یاد رکھو کہ دنیا چار اقسام کے لوگوں پر مشتمل ہے۔

۱)۔ ایسا شخص جسے اللہ تعالیٰ نے مال اور علم دونوں دولتوں سے نوازا ہو اور وہ اس میں تقویٰ اختیار کرتا ہو، صلہ رحمی کرتا اور اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرتا ہو یہ سب سے افضل ہے۔

۲)۔ وہ شخص جسے علم تو عطا کیا گیا لیکن دولت سے نہیں نوازا گیا چنانچہ وہ صدق دل کے ساتھ اپنی اس تمنا کا اظہار کرے کہ کاش میرے پاس دولت ہوتی جس سے میں فلاں شخص کی طرح عمل کرتا۔ (مذکورہ بالا نیک شخص کی طرح) ان دونوں شخصوں کے لیے برابر اجر و ثواب ہے۔

۳)۔ ایسا مالدار جو علم کی دولت سے محروم ہو اور اپنی دولت کو ناجائز جگہوں پر خرچ کرے نہ اس کے کمانے میں خدا کے خوف کو ملحوظ رکھے اور نہ اس سے صلہ رحمی کرے اور نہ ہی اس کی زکوٰۃ وغیرہ ادا کرے یہ شخص سب سے بدتر ہے۔

۴)۔ ایسا شخص جس کے پاس نہ دولت ہے اور نہ علم لیکن اس کی تمنا ہے کہ کاش میرے پاس دولت ہوتی تو میں فلاں کی طرح خرچ کرتا (مذکورہ تیسرا) یہ شخص بھی اپنی نیت کا مسئول ہے اور ان دونوں (یعنی تیسرے اور چوتھے) کا گناہ بھی برابر ہے۔ (جامع ترمذی۔ رقم: ۲۱۴۲)

۴

درہم ودینار کے بندے

۱۔ جب حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بحرین سے جزیہ کا مال لے کر آئے تو انصار نے ان کے آنے کے متعلق سنا اور صبح کی نماز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پڑھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانے لگے، تو وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آ گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہیں دیکھ کر مسکرائے اور فرمایا! میرا خیال ہے کہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے آنے کے متعلق تم نے سن لیا ہے اور یہ بھی کہ وہ کچھ لے کر آئے ہیں؟ انصار نے عرض کیا، جی ہاں یارسول اللہ! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پھر تمہیں خوشخبری ہو! تم اس کی امید رکھو جو تمہیں خوش کر دے گی، خدا کی قسم، فقر ومحتاجی وہ چیز نہیں ہے جس سے میں تمہارے متعلق ڈرتا ہوں، بلکہ میں تو اس سے ڈرتا ہوں کہ دنیا تم پر بھی اسی طرح کشادہ کر دی جائے گی، جس طرح ان لوگوں پر کر دی گئی تھی جو تم سے پہلے تھے اور تم بھی اس کے لیے ایک دوسرے سے آگے بڑھنے کی اسی طرح کوشش کرو گے جس طرح وہ کرتے تھے اور تمہیں بھی اسی طرح غافل کر دے گی جس طرح

ان کو غافل کیا تھا۔(بخاری۔رقم:۶۴۲۵)

۲۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں تمہارے متعلق سب سے زیادہ اس سے بات سے خوف کھاتا ہوں کہ جب اللہ تعالیٰ زمین کی برکتیں تمہارے لیے نکال دے گا۔ پوچھا گیا زمین کی برکتیں کیا ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ دنیا کی چمک دمک۔(بخاری۔رقم:۶۴۲۷)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دینار و درہم کے بندے، عمدہ ریشمی چادروں کے بندے، سیاہ کملی کے بندے، تباہ ہو گئے کہ اگر انہیں دیا جائے تو وہ خوش ہو جاتے ہیں اور اگر نہ دیا جائے تو ناراض رہتے ہیں۔(بخاری۔رقم:۶۴۳۵)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، کہ اگر انسان کے پاس مال کی دو وادیاں ہوں تو تیسری کا خواہش مند ہوگا اور انسان کا پیٹ مٹی کے سوا اور کوئی چیز نہیں بھر سکتی اور اللہ اس شخص کی توبہ قبول کرتا ہے جو (دل سے) سچی توبہ کرتا ہے۔(بخاری۔رقم:۶۴۳۶)

۵۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! خرابی ہے، بہت مال والوں کے لیے (کیونکہ اکثر ایسے مال دار خدا سے غافل ہو جاتے ہیں) مگر جو کوئی مال کو اس کی طرف لٹا دے اور اس طرف اور اس طرف اور اس طرف، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چاروں طرف اشارہ فرمایا! دائیں، بائیں، آگے اور پیچھے۔(سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۱۲۹)

۶۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو لوگ بہت مالدار ہیں انہی کا درجہ قیامت کے دن سب سے پست ہوگا۔ مگر جو کوئی مال اس طرف اور اس طرف لٹائے اور حلال طریقے سے کمائے۔(سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۱۳۰)

۵

اللہ کا دوست

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اپنا غصہ روک لے اور وہ طاقت رکھتا ہو، اس کو استعمال کرنے کی، تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن لوگوں کے سامنے بلائے گا اور اس کو اختیار دے گا، جس حور کو وہ چاہے پسند کر لے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۸٦)

۲۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عبد القیس کے قاصد آن پہنچے اور کوئی اس وقت دکھلائی نہیں دیتا تھا۔ خیر ہم اسی حال میں تھے، کہ اتنے میں عبد القیس کے قاصد آن پہنچے، اترے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے۔ ان میں ایک شخص اشج عصری (سر پھٹا ہوا) تھا۔ اس شخص کا اصل نام منذر بن عائذ تھا۔ وہ سب کے بعد آیا اور ایک مقام میں اترا اور اپنی اونٹنی کو بٹھایا اور اپنے کپڑے ایک طرف رکھے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بڑے اطمینان اور سہولت سے آیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے

اشج تجھ میں دو خصلتیں ہیں: جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے ایک توحلم دوسرا تو دۃ یعنی وقار اور تمکین سہولت)۔ اشج نے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، یہ صفتیں مجھ میں خلقی ہیں یا نئی پیدا ہوئی ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! خلقی ہیں۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۱۸۷)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اشج عصری سے فرمایا! تجھ میں دو خصلتیں ہیں: جن کو اللہ تعالیٰ محبوب رکھتا ہے، حلم اور حیا۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۱۸۸)

٦

اللہ کی یاد

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے روایت کیا ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سات طرح کے لوگ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ اپنے سایے میں پناہ دے گا۔ (ان میں) ایک وہ شخص بھی ہے، جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا، تو اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۷۹)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تمہیں وہ معلوم ہوتا جو میں جانتا ہوں، تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۸۵)

۳۔ حضرت براء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ایک جنازے میں تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کے کنارے بیٹھ کر رونے لگے، یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آنسوؤں سے مٹی گیلی ہوگئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے بھائیو! اس (قبر) کے لیے تیاری کرو۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۹۵)

۴۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! آخرت کی یاد کر کے رویا کرو! اگر رونا نہ آئے، تو رونے جیسی صورت بناؤ۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۹۶)

۵۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس مسلمان بندے کی آنکھ سے اللہ کے ڈر سے آنسو نکلیں، اگرچہ مکھی کے سر کے برابر ہوں، پھر وہ اس کے منہ پر بہیں، تو اللہ تعالیٰ اس (کے جسم) پر دوزخ حرام کر دے گا۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۹۷)

۷

اللہ کے لیے محبت

۱۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، کہ جس آدمی نے اللہ کے لیے مسجد بنائی، تو اللہ جنت میں اس کے لیے اس جیسا ایک گھر بنا دے گا۔
(صحیح مسلم۔رقم: ۲۹۷۴)

۲۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس دن اللہ کے سائے کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہوگا، اس روز اللہ تعالیٰ سات شخصوں کو اپنے سائے میں جگہ دیں گے۔

۱)۔ عادل حاکم

۲)۔ وہ جوان، جس نے اللہ کی عبادت کرتے ہوئے نشوونما پائی ہو۔

۳)۔ وہ شخص جو مسجد سے نکلتا ہے، تو واپس مسجد جانے تک اس کا دل اسی میں لگا رہتا ہے۔

۴)۔ ایسے دو شخص، جو آپس میں اللہ کے لیے محبت کرتے ہیں اور اسی پر جدا ہوتے ہیں۔

۵)۔ وہ شخص، جو تنہائی میں اللہ کو یاد کرے اور اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

٦)۔ وہ شخص جسے حسین وجمیل اور حسب نسب والی عورت زنا کے لیے بلائے اور وہ یہ کہہ کر انکار کر دے، کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

٧)۔ ایسا شخص جو اس طرح صدقہ کرتا ہے، کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہیں ہوتی کہ دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا ہے۔(جامع ترمذی۔رقم:٢٢٠٧)

٣۔ حضرت مقدام بن معدی کرب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر کوئی کسی بھائی کو پسند کرے اور اس سے محبت کرے تو اسے چاہیے کہ اسے بتا دے۔(جامع ترمذی۔رقم:٢٢٠٨)

۸

اللہ کا پیار

۱۔ حضرت مرداس اسلمی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! نیک لوگ یکے بعد دیگرے گزر جائیں گے۔اس کے بعد جو کے بھوسے یا کھجور کے کچرے کی طرح کچھ لوگ دنیا میں رہ جائیں گے، جن کی اللہ پاک کو ذرا بھی پروانہ ہوگی۔(بخاری۔رقم:۶۴۳۴)

۲۔ حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ اپنے اونٹوں میں (موجود) تھے، کہ اسی دوران ان کا بیٹا عمر آیا، جب حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اسے دیکھا، تو فرمایا! میں سوار کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتا ہوں۔جب وہ اترا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا، کہ کیا آپ اونٹوں اور بکریوں میں رہنے لگے ہیں اور لوگوں کو چھوڑ دیا ہے اور وہ ملک کی خاطر جھگڑ رہے ہیں۔حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا اور فرمایا! خاموش ہو جا! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں، کہ اللہ اپنے بندے سے پیار کرتا ہے جو پرہیزگار اور غنی ہے اور ایک کونے میں چھپ کر بیٹھا ہے۔(صحیح مسلم۔رقم:۲۹۶۵)

۳۔ حضرت عطیہ سعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آدمی پرہیزگاری کے درجہ کو نہیں پہنچتا، یہاں تک کہ جس کام میں برائی نہ ہو، اس کو چھوڑ دے، اس کام کے ڈر سے، جس میں برائی ہو۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۲۱۵)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا کون سا آدمی افضل ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! صاف دل، زبان کا سچا۔ لوگوں نے کہا! زبان کے سچے کو تو ہم پہنچانتے ہیں، لیکن صاف دل کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! (پرہیزگار) پاک صاف، جس کے دل میں نہ گناہ ہو، نہ بغاوت، نہ بغض، نہ حسد۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۲۱۶)

۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ پرہیزگاری اختیار کر، سب سے زیادہ عابد تو ہوگا اور تو قناعت کر، سب سے زیادہ شاکر تو ہوگا اور تو لوگوں کے لیے وہی پسند کر، جو اپنے لیے چاہتا ہے، تو مومن ہوگا اور جو تیرا ہمسایہ ہو، اس سے نیک سلوک کر، تو مسلمان ہوگا اور ہنسی کم کر، اس سے لیے کہ بہت ہنسنا دل کو مار ڈالتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۲۱۷)

۶۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

۱)۔ تدبیر کے برابر کوئی عقل مندی نہیں۔
۲)۔ کوئی پرہیزگاری اس کے مثل کے نہیں ہے کہ آدمی حرام سے باز رہے۔

۳)۔ کوئی حسب (مال اور پرہیزگاری) اس کے برابر نہیں ہے کہ آدمی کے اخلاق اچھے ہوں۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۲۱۸)

۷۔ حضرت سمرہ بن جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حسب مال ہے اور کرم تقویٰ ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۲۱۹)

۸۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں ایک کلمہ یا ایک آیت جانتا ہوں، اگر سب آدمی اسی پر عمل کریں تو وہ کافی ہے۔ لوگوں نے عرض کیا! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ کون سی آیت ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا (یعنی جو کوئی اللہ سے ڈرے، اللہ اس کے لیے گزراوقات کی ایک راہ نکال دے گا)۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۲۰)

۹

اللہ تعالیٰ کی زیارت

۱۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں ہر ہر فرد سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس طرح کلام کرے گا، کہ اللہ اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ پھر وہ دیکھے گا، تو اس کے آگے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔ پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا اور اس کے سامنے آگ ہوگی۔ پس تم میں سے جو شخص چاہے کہ وہ آگ سے بچے، تو وہ راہ خدا میں خیر خیرات کرتا رہے، خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے کے ذریعہ سے ہی ممکن ہو۔ (بخاری۔ رقم: ۶۵۳۹)

۲۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص اللہ سے ملنے کو پسند کرتا ہے، اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند کرتا ہے۔ جو اللہ سے ملنے کو پسند نہیں کرتا، اللہ بھی اس سے ملنے کو پسند نہیں کرتا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ اللہ کے ملنے سے موت مراد نہیں ہے۔

بلکہ بات یہ ہے کہ ایماندار آدمی کو جب موت آتی ہے، تو اسے اللہ کی خوشنودی اور اس کے یہاں اس کی عزت کی خوشخبری دی جاتی ہے۔ اس وقت مومن کو کوئی چیز اس سے زیادہ عزیز نہیں ہوتی، جو اس کے آگے (اللہ سے ملاقات اور اس کی رضا اور جنت کے حصول کے لیے) ہوتی ہے۔ اس لیے وہ اللہ تعالیٰ سے ملاقات کا خواہش مند ہو جاتا ہے اور اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔

جب کافر کی موت کا وقت قریب آتا ہے، تو اسے اللہ کے عذاب اور اس کی سزا کی بشارت دی جاتی ہے۔ اس وقت کوئی چیز اس کے دل میں اس سے زیادہ ناگوار نہیں ہوتی، جو اس کے آگے ہوتی ہے۔ وہ اللہ سے جا ملنے کو ناپسند کرنے لگتا ہے، پس اللہ بھی اس سے ملنے کو ناپسند کرتا ہے۔ (بخاری۔ رقم: ۶۵۰۷)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض! کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! کیا ہم اپنے رب کو قیامت کے دن دیکھیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کیا تمہیں دوپہر کے وقت میں جبکہ کوئی بادل نہ ہو سورج کے دیکھنے میں کوئی مشقت ہوتی ہے؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا نہیں! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کیا تمہیں چودھویں رات کے چاند کے دیکھنے میں جبکہ بادل نہ ہوں کوئی مشقت ہوتی ہے؟ قسم! ہے اس ذات کی، جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے، کہ تم لوگوں کو اپنے رب کے دیکھنے میں کسی قسم کا حجاب نہیں ہوگا، سوائے اس کے کہ جتنا تمہیں سورج اور چاند میں سے کسی ایک کے دیکھنے میں حجاب ہوتا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! پھر اس کے بعد اللہ اپنے بندوں سے ملاقات کرے گا اور فرمائے گا! اے فلاں کیا میں نے تجھے عزت نہیں دی اور تجھے سردار نہیں بنایا اور تجھے جوڑا نہیں بنایا اور تیرے لیے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہیں کیے اور کیا میں نے تجھے ریاست اور آرام کی حالت میں نہیں چھوڑا اور تو ان سے چوتھائی حصہ لیتا تھا۔ وہ عرض کرے گا جی ہاں اے پروردگار! اللہ عزوجل فرمائے گا، کیا تو

گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملاقات کرے گا؟ وہ عرض کرے گا نہیں! پھر اللہ عزوجل فرمائے گا، کہ میں تجھے بھلا دیتا ہوں، جس طرح تو نے مجھے بھلا دیا تھا۔ پھر اللہ دوسرے سے ملاقات کرے گا اور اللہ اسے بھی اسی طرح سے فرمائے گا۔ وہ عرض کرے گا، اے پروردگار! میں تجھ پر تیری کتابوں پر اور تیرے رسولوں پر ایمان لایا اور میں نے نماز پڑھی اور میں نے روزہ رکھا اور میں نے صدقہ وخیرات کیا۔ اس سے جس قدر ہوسکے گی وہ اپنی نیکی کی تعریف کرے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا! تجھے ابھی تیری نیکیوں کا پتہ چل جائے گا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! پھر اسے کہا جائے گا، کہ ہم ابھی تیرے خلاف گواہ بھیجتے ہیں۔ وہ اپنے دل میں غوروفکر کرے گا، کہ کون ہے جو میرے خلاف گواہی دے۔ پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران گوشت ہڈیوں سے کہا جائے گا، بولو! پھر اس کی رگ اور اس کا گوشت اور اس کی ہڈیاں اس کے اعمال کی گواہی دیتے ہوئے بولیں گے اور یہ سب اس وجہ سے ہوگا، کہ کسی نفس کی طرف سے کوئی عذر قائم نہ ہوسکے گا۔ یہ منافق آدمی ہوگا اور اس پر اللہ تعالیٰ اپنی ناراضگی کا اظہار فرمائے گا۔ (صحیح مسلم۔ رقم: ۲۹۶۸)

۴۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا، کہ جب تمام جنت والے جنت میں چلے جائیں گے، تو اس وقت اللہ تعالیٰ ان سے فرمائیں گے، کہ کیا تم مزید کچھ چاہتے ہو؟ وہ جنتی عرض کریں گے اے اللہ! کیا تو نے ہمارے چہروں کو روشن نہیں کیا؟ کیا تو نے ہمیں جنت میں داخل نہیں کیا؟ کیا تو نے ہم کو دوزخ سے نجات نہیں دی؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کہ پھر اللہ ان کے اور اپنے درمیان سے پردے اٹھا دے گا اور جنتی اللہ کا دیدار کریں گے، تو ان کو اس دیدار سے زیادہ کوئی چیز پیاری نہیں ہوگی۔ (صحیح مسلم۔ رقم: ۴۴۹)

۱۰

اللہ تعالیٰ توبہ پسند کرتا ہے

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ عزوجل تمہاری توبہ پر ایسا ہی خوش ہوتا ہے، جیسے کوئی اپنی گم شدہ چیز پانے سے خوش ہوتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۴۷)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اگر تم اتنے گناہ کرو! کہ آسمان تک پہنچ جائیں، پھر تم توبہ کرو! تو اللہ تعالیٰ تم کو معاف کردے گا، اس قدر اس کی رحمت وسیع ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۴۸)

۳۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے توبہ کرنے پر، اس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے، جس کا ایک اونٹ بے آب ودانہ جنگل میں کھو جائے، وہ اس کو ڈھونڈتا رہے۔ یہاں تک کہ تھک کر اپنا کپڑا اوڑھ لے اور لیٹ جائے، یہ سمجھ کر کہ اب مرنے میں کوئی شک نہیں، پانی سب اسی اونٹ پر تھا اور اس جنگل میں پانی تک نہیں۔ اتنے میں وہ اونٹ کی

آواز سنے اور کپڑا اپنے منہ سے اٹھا کر دیکھے، تو اسی کا اونٹ آتا ہو۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۲۴۹)

۴۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک گناہ سے توبہ کرنے والا اس جیسا ہے، جس نے گناہ نہیں کیا۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۲۵۰)

۵۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ فرماتا ہے، کہ اے میرے بندو! تم سب گنہگار ہو، مگر (سوائے اس کے) جس کو میں بچا رکھوں۔ تم مجھ سے بخشش مانگو! میں تم کو بخش دوں گا اور جو کوئی تم میں سے یہ جانے کہ مجھ کو گناہ بخشنے کی طاقت ہے، پھر مجھ سے بخشش چاہے، میری قدرت کی وجہ سے، تو میں اس کو بخش دوں گا۔ اے میرے بندو! تم سب گمراہ ہو، مگر (سوائے اس کے) جس کو میں راہ بتلاؤں، تو مجھ سے ہدایت کی راہ مانگو! میں تم کو راہ بتلاؤں گا۔ تم سب محتاج ہو، مگر (سوائے اس کے) جس کو میں مالدار کروں، تو مجھ سے مانگو! میں تم کو روزی دوں گا۔ اگر تم میں جو زندہ ہیں، جو مر چکے ہیں، اگلے اور پچھلے اور دریا والے اور خشکی والے یا تر اور خشک اور سب مل کر، اس بندے کی طرح ہو جائیں، جو میرے سب بندوں میں زیادہ پرہیزگار اور زیادہ متقی ہے، تو میری سلطنت میں ایک ذرہ برابر اضافہ نہ ہوگا۔ اگر یہ سب مل کر، اس بندے کی طرح ہو جائیں، جو انتہاء کا بدبخت ہے میرے بندوں میں، تو میری سلطنت میں مچھر کے ایک پر اور بازو کے برابر کمی نہیں آسکتی، ان خر دماغوں کی مخالفت اور سرکشی اور بغاوت سے، بہ نسبت سابق کے ایک ذرہ برابر فتور۔ اگر تم میں سے جو زندہ ہیں، جو مر چکے ہیں، اگلے اور پچھلے صحرائی یا تر و خشک سب مل کر، جہاں تک ان کی آرزو پہنچے، جہاں تک خیال ان کا بلند پروازی کرے، مجھ سے مانگیں، تو میرے خزانہ دولت میں سے کچھ کم نہ ہوگا، اس قدر کہ جیسے کوئی تم میں سے سمندر کے کنارے پر گزرے اور اس میں

سے ایک سوئی ڈبو دے، پھر اس کو نکال دے۔ اس کی وجہ یہ ہے، کہ میں سخی ہوں اور میرا دینا، صرف کہہ دینا ہے، جہاں میں نے کوئی بات چاہی، اس سے کہتا ہوں ہو جا وہ ہو جاتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۵۷)

۱۱

اللہ تعالیٰ کو صبر پسند ہے

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتا! ہے، کہ میرے اس مومن بندے کا، جس کی میں کوئی عزیز چیز دنیا سے اٹھالوں اور وہ اس پر ثواب کی نیت سے صبر کرئے، تو اس کا بدلہ میرے یہاں جنت کے سوا اور کچھ نہیں۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۲۴)

۲۔ حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہ نے خبر دی، کہ چند انصاری صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگا اور جس نے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دیا، یہاں تک کہ جو مال، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تھا وہ ختم ہو گیا۔ جب سب کچھ ختم ہو گیا، جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دونوں ہاتھوں سے دیا تھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ جو بھی اچھی چیز میرے پاس ہوگی، میں اسے تم سے بچا کر نہیں رکھتا ہوں۔ بات یہ ہے، کہ جو تم میں (سوال سے) بچتا رہے گا، اللہ بھی اسے غیب سے دے گا اور جو شخص دل پر زور ڈال کر صبر کرے گا، اللہ بھی اسے صبر دے گا اور جو بے پرواہ رہنا

اختیار کرے گا، اللہ بھی اسے بے پروا کر دے گا اور اللہ کی کوئی نعمت صبر سے بڑھ کر تم کو نہیں ملی۔(بخاری۔رقم:۶۴۷۰)

۳۔ حضرت مصعب بن سعد رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے، کہ میرے والد سعد رضی اللہ عنہ کو (اللہ تعالیٰ نے جو خاص صلاحیتیں بخشی تھیں، مثلاً شجاعت، سخاوت، فہم وفراست، وغیرہ، ان کی وجہ سے ان کا) کچھ خیال تھا، کہ جو (غریب اور کمزور قسم کے مسلمان ان چیزوں میں) ان سے کمتر ہیں، وہ ان کے مقابلہ میں فضیلت اور برتری رکھتے ہیں۔ پس رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ان کے اس خیال اور حال کی اصلاح کے لیے) فرمایا! کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تم لوگوں کی جو مدد ہوتی ہے، اور تم کو جو نعمتیں ملتی ہیں، وہ (تمھاری صلاحیتوں اور قابلیتوں کی بنیاد پر نہیں ملتیں، بلکہ) تم میں جو بیچارے کمزور اور خستہ حال ہیں، ان کی برکت اور ان کی دعاؤں سے ملتی ہیں۔(بخاری۔جلد دوم۔رقم:۱۱۶)

۴۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن آدمی کا بھی عجیب حال ہے، کہ اس کے ہر حال میں خیر ہی خیر ہے اور یہ بات کسی کو حاصل نہیں، سوائے مومن آدمی کے، اگر اسے کوئی تکلیف بھی پہنچی، اس نے شکر کیا، تو اس کے لیے اس میں بھی ثواب ہے اور اگر اسے کوئی نقصان پہنچا اور اس نے صبر کیا، تو اس کے لیے اس میں بھی ثواب ہے۔(صحیح مسلم۔رقم:۳۰۰۳)

۵۔ حضرت صہیب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم سے پہلے ایک بادشاہ تھا۔ جس کے پاس ایک جادوگر تھا۔ جب وہ جادوگر بوڑھا ہوگیا، تو اس نے بادشاہ سے کہا، کہ اب میں بوڑھا ہوگیا ہوں، تو آپ میرے ساتھ ایک لڑکے کو بھیج دیں، تاکہ میں اسے جادو سکھا سکوں۔ بادشاہ نے ایک لڑکا جادو سیکھنے کے لیے، جادوگر کی طرف بھیج دیا۔ جب وہ لڑکا چلا، تو اس کے راستے میں ایک راہب تھا، تو وہ لڑکا اس راہب کے پاس بیٹھا اور اس کی باتیں سننے لگا، جو کہ اسے پسند آئیں۔ پھر جب

بھی وہ جادوگر کے پاس آتا اور راہب کے پاس سے گزرتا، تو اس کے پاس بیٹھتا اور جب وہ لڑکا جادو گر کے پاس آتا، تو وہ جادوگر اس لڑکے کو مارتا، تو اس لڑکے نے اس کی شکایت راہب سے کی۔ تو راہب نے کہا، کہ اگر تجھے جادوگر سے ڈر ہو، تو کہہ دیا کرو! کہ مجھے میرے گھر والوں نے روک لیا تھا اور جب تجھے گھر والوں سے ڈر ہو، تو کہہ دیا کرو! کہ مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔

اس دوران ایک بڑے درندے نے لوگوں کا راستہ روک لیا۔ جب لڑکا اس طرف آیا، تو اس نے کہا! میں آج جاننا چاہوں گا، کہ جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے اور پھر ایک پتھر پکڑا اور کہنے لگا اے اللہ! اگر تجھے جادوگر کے معاملہ سے راہب کا معاملہ زیادہ پسندیدہ ہے، تو اس درندے کو مار دے، تاکہ لوگوں کا آنا جانا ہو اور پھر اس درندے کو مار کر اسے قتل کر دیا اور لوگ گزرنے لگے۔ پھر وہ لڑکا راہب کے پاس آیا اور اسے خبر دی، تو راہب نے اس لڑکے سے کہا، اے میرے بیٹے! آج تو مجھ سے افضل ہے۔ کیونکہ تیرا معاملہ اس حد تک پہنچ گیا ہے، کہ جس کی وجہ سے تو عنقریب ایک مصیبت میں مبتلا کر دیا جائے گا، پھر اگر تو مبتلا کر دیا جائے، تو کسی کو میرا نہ بتانا۔

وہ لڑکا مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو صحیح کر دیتا تھا، بلکہ لوگوں کا ساری بیماریوں سے علاج بھی کر دیتا تھا۔ بادشاہ کا ایک ہم نشین اندھا ہو گیا، اس نے لڑکے کے بارے میں سنا، تو وہ بہت سے تحفے لے کر اس کے پاس آیا اور اسے کہنے لگا، کہ اگر تم مجھے شفا دے دو، تو یہ سارے تحفے جو میں یہاں لے کر آیا ہوں، وہ سارے تمہارے لیے ہیں۔ اس لڑکے نے کہا، کہ میں تو کسی کو شفا نہیں دے سکتا، شفاء تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے، تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا، کہ وہ تجھے شفاء دے دے۔ پھر وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفاء عطا فرمادی۔

پھر وہ آدمی بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھ گیا، جس طرح کہ وہ پہلے بیٹھا کرتا تھا۔ بادشاہ نے

اس سے کہا، کہ کس نے تجھے تیری بینائی واپس لوٹا دی؟ اس نے کہا میرے رب نے! اس نے کہا، کیا میرے علاوہ تیرا اور کوئی رب بھی ہے؟ اس نے کہا، میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ پھر بادشاہ اس کو پکڑ کر اسے عذاب دینے لگا، تو اس نے بادشاہ کو لڑکے کے بارے میں بتا دیا۔ پھر جب وہ لڑکا آیا، تو بادشاہ نے اس لڑکے سے کہا، کہ اے بیٹے! کیا تیرا جادو اس حد تک پہنچ گیا ہے، کہ اب تو مادر زاد اندھے اور کوڑھی کو بھی صحیح کرنے لگ گیا ہے اور ایسے ایسے کرتا ہے؟ لڑکے نے کہا، کہ میں تو کسی کو شفاء نہیں دیتا، بلکہ شفاء تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ بادشاہ نے اسے پکڑ کر عذاب دیا۔ یہاں تک کہ اس نے راہب کے بارے میں بادشاہ کو بتا دیا۔

راہب آیا تو اس سے کہا گیا، کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا، راہب نے انکار کر دیا۔ پھر بادشاہ نے آرا منگوایا اور اس راہب کے سر پر رکھ کر، اس کا سر چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیے۔ پھر بادشاہ کے ہم نشین کو لایا اور اس سے بھی کہا گیا کہ تو اپنے مذہب سے پھر جا، اس نے بھی انکار کر دیا۔ بادشاہ نے اس کے سر پر بھی آرا رکھ کر، سر کو چیر کر اس کے دو ٹکڑے کروائے۔ پھر اس لڑکے کو بلوایا گیا۔ اس سے بھی یہی کہا گیا کہ اپنے مذہب سے پھر جا، اس نے بھی انکار کر دیا۔

بادشاہ نے اس لڑکے کو اپنے کچھ ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا، اسے فلاں پہاڑ پر لے جاؤ اور اسے اس پہاڑ کی چوٹی پر چڑھاؤ، اگر یہ اپنے مذہب سے پھر جائے، تو اسے چھوڑ دینا اور اگر انکار کر دے، تو اسے پہاڑ کی چوٹی سے نیچے پھینک دینا۔ چنانچہ بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے، تو اس لڑکے نے کہا، اے اللہ! تو مجھے ان سے کافی ہے۔ جس طرح تو چاہے مجھے ان سے بچا لے۔ اس پہاڑ پر فوراً ایک زلزلہ آیا، جس سے بادشاہ کے وہ سارے ساتھی گر گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا۔ بادشاہ نے اس لڑکے سے پوچھا، کہ تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ لڑکے

نے کہا، اللہ پاک نے مجھے ان سے بچا لیا ہے۔ بادشاہ نے پھر اس لڑکے کو اپنے ساتھیوں کے حوالے کر کے کہا، اسے ایک چھوٹی کشتی میں لے جا کر، سمندر کے درمیان میں پھینک دینا، اگر یہ اپنے مذہب سے نہ پھرے۔ بادشاہ کے ساتھی اس لڑکے کو لے گئے، تو اس لڑکے نے کہا، اے اللہ! تو جس طرح چاہے مجھے ان سے بچا لے۔ پھر وہ کشتی بادشاہ کے ان ساتھیوں سمیت الٹ گئی اور وہ سارے کے سارے غرق ہو گئے اور وہ لڑکا چلتے ہوئے بادشاہ کی طرف آ گیا۔ بادشاہ نے اس لڑکے سے پوچھا، کہ تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ اس نے کہا، اللہ تعالیٰ نے مجھے ان سے بچا لیا ہے۔

پھر اس لڑکے نے بادشاہ سے کہا، تو مجھے قتل نہیں کر سکتا، جب تک کہ اس طرح نہ کرو! جس طرح کہ میں تجھے حکم دوں۔ بادشاہ نے کہا، وہ کیا؟ اس لڑکے نے کہا، سارے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کرو اور مجھے سولی کے تختے پر لٹکاؤ۔ پھر میرے ترکش سے ایک تیر کو پکڑو! پھر اس تیر کو کمان کے حلہ میں رکھو اور پھر کہو، اس اللہ کے نام پر جو اس لڑکے کا رب ہے۔ پھر مجھے تیر مارو! اگر تم اس طرح کر لو، تو مجھے قتل کر سکتے ہو۔ پھر بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں اکٹھا کیا اور پھر اس لڑکے کو سولی کے تختے پر لٹکا دیا۔ پھر اس کے ترکش میں سے ایک تیر لیا، پھر اس تیر کو کمان کے حلہ میں رکھ کر کہا، اس اللہ کے نام سے جو اس لڑکے کا رب ہے۔ پھر وہ تیر اس لڑکے کو مارا، تو وہ تیر اس لڑکے کی کنپٹی میں جا گھسا، تو لڑکے نے اپنا ہاتھ، تیر لگنے والی جگہ پر رکھا اور مر گیا۔ تو سب لوگوں نے کہا! ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔ ہم اس لڑکے کے رب پر ایمان لائے۔

بادشاہ کو اس کی خبر دی گئی اور اس سے کہا گیا، تجھے جس بات کا ڈر تھا، اب وہی بات آن پہنچی کہ لوگ ایمان لے آئے۔ تو پھر بادشاہ نے گلیوں کے دہانوں پر خندق کھودنے کا حکم دیا۔ پھر خندق کھودی گئی اور ان خندقوں میں آگ جلا دی گئی۔ بادشاہ نے کہا، جو آدمی اپنے مذہب سے پھرنے سے باز نہیں

آئے گا، تو میں اس آدمی کو، اس خندق میں ڈلوادوں گا، تو انہیں خندق میں ڈال دیا گیا۔ یہاں تک کہ ایک عورت آئی اور اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا، وہ عورت خندق میں گرنے سے گھبرائی، تو اس عورت کے بچے نے کہا، اے امی جان! صبر کر، کیونکہ تو حق پر ہے۔ (صحیح مسلم۔ رقم: ۳۰۱۴)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ مرفوعاً یہ حدیث قدسی نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا! میں نے اگر کسی بندے کی بینائی زائل کر دی اور اس نے اس آزمائش پر صبر کیا اور مجھ سے ثواب کی امید رکھی، تو میں اس کے لیے جنت سے کم بدلہ دینے پر کبھی راضی نہیں ہوں گا۔ (جامع ترمذی۔ رقم: ۲۲۱۸)

۱۲

رحمتِ رب رحیم

۱۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پچھلی امتوں کے ایک شخص کا ذکر فرمایا! کہ اللہ تعالیٰ نے اسے مال و اولاد عطا فرمائی تھی۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا، تو اس نے اپنے لڑکوں سے پوچھا، باپ کی حیثیت سے میں نے کیسا اپنے آپ کو ثابت کیا؟ لڑکوں نے کہا، کہ بہترین باپ!

پھر اس شخص نے کہا، کہ اس نے اللہ کے پاس کوئی نیکی جمع نہیں کی ہے اور اس نے یہ بھی کہا، کہ اگر اسے اللہ کے حضور میں پیش کیا گیا تو اللہ تعالیٰ اسے عذاب دے گا۔ (اس نے اپنے لڑکوں سے کہا کہ) جب میں مر جاؤں، تو میری لاش کو جلا دینا اور جب میں کوئلہ ہو جاؤں، تو مجھے پیس دینا اور کسی دن ہوا تیز ہو، تو مجھے اس میں اڑا دینا۔ اس نے اپنے لڑکوں سے اس پر وعدہ لیا، چنانچہ لڑکوں نے اس کے ساتھ ایسا ہی کیا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا! کہ ہو جا! چنانچہ وہ ایک مرد کی شکل میں کھڑا نظر آیا۔ پھر فرمایا! میرے بندے! یہ جو تو نے کیا کرایا ہے، اس پر تجھے کس چیز نے آمادہ کیا تھا؟ اس نے کہا، کہ اے اللہ تعالیٰ تیرے خوف نے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا بدلہ یہ دیا، کہ اس پر رحم فرمایا!۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۸۱)

۲۔ حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس دن اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو پیدا کیا، اسی دن سو رحمتیں پیدا کیں اور زمین میں، ان سو رحمتوں میں سے ایک رحمت بھیجی، اسی کی وجہ سے ماں اپنے بچہ پر رحمت کرتی ہے اور چرند جانور ایک دوسرے پر اور پرند ایک دوسرے پر رحمت کرتے ہیں۔ اور ننانوے رحمتوں کو اللہ تعالیٰ نے اٹھا رکھا، قیامت کے دن تک۔ جب قیامت کا دن ہوگا، تو اس دن ان رحمتوں کو پورا کرے گا۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۹۴)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ ہم ایک جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گزر کچھ لوگوں کے پاس ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا، ہم مسلمان ہیں۔ ان میں سے ایک عورت آگ سے اپنا تنور روشن کر رہی تھی۔ جب تنور سے دھواں نکلا، تو اس نے اپنے بیٹے کو پیچھے (دھکیل) دیا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر پوچھنے لگی، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہاں، اس نے کہا، میرے والدین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان! مجھے یہ بتائیے کہ اللہ کا رحم سب رحم کرنے والوں سے زیادہ ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! بے شک۔ وہ بولی، کیا اللہ کا رحم اپنے بندوں پر ایک ماں سے بھی زیادہ ہے، جو وہ اپنے بچہ پر کرتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک۔ پھر اس نے کہا، بچہ جتنا مرضی شرارتی اور نافرمان ہو، ماں اسے آگ میں نہیں پھینک سکتی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سر جھکا کر روتے رہے۔ پھر سر اٹھا کر اس کی طرف دیکھ کر کہنے لگے۔ اللہ اپنے بندوں کو

کبھی عذاب نہ دے گا، مگر (ان کے سوا) کہ جو سرکش ہوں اور اللہ کو ایک ماننے سے منکر ہوں اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے، کہ وہ انہیں بخش دے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم:۴۲۹۷)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! سوائے شقی کے جہنم میں کوئی نہیں جائے گا۔ لوگوں نے عرض کیا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! شقی کون ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایسا بندہ جس نے کبھی اللہ کی بندگی نہ کی اور کبھی کوئی نیکی کا کام نہ کیا ہو اور گناہ کبھی کوئی چھوڑا نہ ہو۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم:۴۲۹۸)

۵۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک جوان کے پاس گئے، وہ مر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا حال ہے؟ وہ بولا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں اللہ سے مغفرت کی امید رکھتا ہوں، لیکن اپنے گناہوں سے ڈرتا بھی ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! دو باتیں ایک وقت میں جس بندے کے دل میں جمع ہوں، تو اللہ اس کو وہ دے گا، جو اس کو امید ہوگی اور جس سے ڈرتا ہے، اس سے اُسے محفوظ رکھے گا۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم:۴۲۶۱)

۱۳

رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں میں ایک دعا یہ بھی تھی:

اللھم انی اعوذ بک من زوال نعمتک و تحول عافیتک وفجائۃ نقمتک و جمیع سخطک

مفہوم:

۱)۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری نعمت کے زوال سے پناہ مانگتا ہوں۔
۲)۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری عافیت کے پلٹ جانے سے پناہ مانگتا ہوں۔
۳)۔ اے اللہ! میں تجھ سے اچانک مصیبت آجانے سے پناہ مانگتا ہوں۔
۴)۔ اے اللہ! میں تجھ سے تیری ہر قسم کی ناراضگی سے پناہ مانگتا ہوں۔(صحیح مسلم۔رقم:۲۷۴۶)

۱۴

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا۔اس وقت لوگ کہیں گے کہ اگر ہم اپنے رب کے حضور میں کسی کی شفاعت لے جائیں تو نفع بخش ثابت ہوسکتی ہے، ممکن ہے ہم اپنی اس حالت سے نجات پا جائیں۔

چنانچہ لوگ آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے! آپ علیہ السلام ہی وہ بزرگ نبی ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے بنایا اور آپ علیہ السلام کے اندر اپنی چھپائی ہوئی روح، پھونکی اور فرشتوں کو حکم دیا، تو انہوں نے آپ علیہ السلام کو سجدہ کیا، آپ علیہ السلام ہمارے رب کے حضور میں ہماری شفاعت کردیں۔ وہ کہیں گے کہ میں تو اس لائق نہیں ہوں، پھر وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور کہیں گے، کہ نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ، وہ سب سے پہلے رسول علیہ السلام ہیں، جنہیں اللہ تعالیٰ نے بھیجا۔

لوگ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے، لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے، کہ میں اس لائق نہیں ہوں۔ وہ اپنی

لغزش کا ذکر کریں گے اور کہیں گے، کہ تم ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاؤ، جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنا خلیل بنایا تھا۔

لوگ ابراہیم علیہ السلام کے پاس جائیں گے، لیکن یہ بھی یہی کہیں گے، کہ میں اس لائق نہیں ہوں، اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے، کہ تم لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ، جن سے اللہ تعالیٰ نے کلام کیا تھا۔

لوگ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، لیکن وہ بھی یہی جواب دیں گے، کہ میں اس لائق نہیں ہوں، اپنی خطا کا ذکر کریں گے اور کہیں گے، کہ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ۔ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے، لیکن یہ بھی کہیں گے، کہ میں اس لائق نہیں ہوں، حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس جاؤ، کیونکہ ان کے تمام اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے گئے ہیں۔

چنانچہ لوگ میرے پاس آئیں گے، اس وقت میں اپنے رب سے (شفاعت کی) اجازت چاہوں گا اور سجدہ میں گر جاؤں گا۔ اللہ تعالیٰ جتنی دیر تک چاہے گا، مجھے سجدہ میں رہنے دے گا۔ پھر کہا جائے گا، کہ اپنا سر اٹھالو! مانگو! دیا جائے گا، کہو! سنا جائے گا، شفاعت کرو! شفاعت قبول کی جائے گی۔

میں اپنے رب کی اس وقت ایسی حمد بیان کروں گا، کہ جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا۔ پھر شفاعت کروں گا اور میرے لیے حد مقرر کر دی جائے گی اور میں لوگوں کو جہنم سے نکال کر جنت میں داخل کروں گا اور اسی طرح سجدہ میں گر جاؤں گا، تیسری یا چوتھی مرتبہ، جہنم میں صرف وہی لوگ باقی رہ جائیں گے، جنہیں قرآن نے روکا ہے (یعنی جن کے جہنم میں ہمیشہ رہنے کا ذکر قرآن میں صراحت کے ساتھ ہے)۔ (بخاری۔ رقم: ٦٥٦٥)

٢۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا! یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قیامت کے دن، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ کون حاصل کرے گا؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ! میرا بھی خیال تھا، کہ یہ حدیث تم سے پہلے اور کوئی مجھ سے نہیں پوچھے گا، کیونکہ حدیث کے لینے کے لیے میں تمہاری بہت زیادہ حرص دیکھا کرتا ہوں۔ **آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ قیامت کے دن میری شفاعت کی سعادت سب سے زیادہ اسے حاصل ہوگی جس نے کلمہ لا الہ الا اللہ خلوص دل سے کہا۔**(بخاری۔رقم:۶۵۷۰)

۱۵

عبادت کا صلہ

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، کہ جس نے میرے کسی ولی سے دشمنی کی، اسے میری طرف سے اعلان جنگ ہے۔ میرا بندہ جن جن عبادتوں سے میرا قرب حاصل کرتا ہے اور کوئی عبادت مجھ کو اس سے زیادہ پسند نہیں ہے، جو میں نے اس پر فرض کی ہے (یعنی فرائض مجھ کو بہت پسند ہیں جیسے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ)۔

میرا بندہ فرض ادا کرنے کے بعد نفل عبادتیں کر کے، مجھ سے اتنا نزدیک ہو جاتا ہے، کہ میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں۔ پھر جب میں اس سے محبت کرنے لگ جاتا ہوں، تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں، جس سے وہ سنتا ہے۔ اس کی آنکھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں، جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اس کا پاؤں بن جاتا ہوں، جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اسے دیتا ہوں، اگر وہ کسی دشمن یا شیطان سے میری پناہ کا طالب ہوتا ہے،

تو میں اسے محفوظ رکھتا ہوں۔ میں جو کام کرنا چاہتا ہوں، اس میں مجھے اتنا تردد نہیں ہوتا، جتنا کہ مجھے اپنے مومن بندے کی جان نکالنے میں ہوتا ہے۔ وہ موت کو جسمانی تکلیف کی وجہ سے پسند نہیں کرتا۔(بخاری۔رقم:٦٥٠٢)

۱۶

فقیری و تنگدستی

۱۔ حضرت خباب بن ارث رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے ہجرت کی ۔ چنانچہ ہمارا اجر اللہ کے ذمہ رہا۔ پس ہم میں سے کوئی تو گزر گیا اور اپنا اجر (اس دنیا میں) نہیں لیا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ (انہی) میں سے تھے، وہ جنگ احد کے موقع پر شہید ہو گئے تھے اور ایک چادر چھوڑی تھی، (اس چادر کا ان کو کفن دیا گیا تھا) اس چادر سے ہم اگر ان کا سر ڈھکتے، تو ان کے پاؤں کھل جاتے اور پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں حکم دیا، کہ ہم ان کا سر ڈھک دیں اور پاؤں پر اذخر گھاس ڈال دیں اور کوئی ہم میں سے ایسے ہوئے، جن کے پھل خوب پکے اور وہ مزے سے چن چن کر کھا رہے ہیں۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۴۸)

۲۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی میز پر کھانا نہیں کھایا۔ یہاں تک کہ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوگئی اور نہ وفات تک، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی باریک چپاتی تناول فرمائی۔ (بخاری۔رقم: ۶۴۵۰)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات ہوئی، تو میرے توشہ خانہ میں کوئی غلہ نہ تھا، جو کسی جاندار کے کھانے کے قابل ہوتا، تھوڑے سے جو کے سوا، جو میرے توشہ خانہ میں تھے۔ میں انہی میں سے کھاتی رہی، جب بہت دن ہوگئے، تو آخرا کتا کر میں نے انہیں ماپا، تو وہ ختم ہوگئے۔ (بخاری۔رقم: ۶۴۵۱)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ ''اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی معبود نہیں (زمانہ نبوی میں) بھوک کے مارے زمین پر اپنے پیٹ کے بل لیٹ جاتا تھا اور کبھی میں بھوک کے مارے اپنے پیٹ پر پتھر باندھا کرتا تھا۔ ایک دن میں اس راستے پر بیٹھ گیا، جس سے صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نکلتے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ گزرے اور میں نے ان سے کتاب اللہ کی ایک آیت کے بارے میں پوچھا! میرے پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا، کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں، مگر وہ چلے گئے اور کچھ نہیں کیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے، میں نے ان سے بھی قرآن مجید کی ایک آیت پوچھی اور میرے پوچھنے کا مقصد صرف یہ تھا، کہ وہ مجھے کچھ کھلا دیں، مگر وہ بھی گزر گئے اور کچھ نہیں کیا۔

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گزرے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب مجھے دیکھا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے دل کی بات سمجھ گئے اور میرے چہرے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھانپ لیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اباہر! میں نے عرض! کیا لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میرے ساتھ آجاؤ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلنے لگے۔ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے چل دیا۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اندر گھر میں تشریف لے گئے۔ پھر میں نے اجازت چاہی اور مجھے اجازت ملی۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم داخل ہوئے، تو ایک پیالے میں دودھ ملا۔ دریافت فرمایا! کہ یہ دودھ کہاں سے آیا ہے؟ کہا کہ فلاں یا فلانی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے تحفہ میں بھیجا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اباہر! میں نے عرض! کیا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اہل صفہ کے پاس جاؤ اور انہیں بھی میرے پاس بلا لاؤ۔ کہا کہ اہل صفہ اسلام کے مہمان ہیں، وہ نہ کسی کے گھر پناہ ڈھونڈھتے ہیں، نہ کسی کے مال میں اور نہ کسی کے پاس۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس صدقہ آتا، تو اسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انہیں کے پاس بھیج دیتے اور خود اس میں سے کچھ نہیں رکھتے۔ البتہ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس تحفہ آتا، تو انہیں بلا بھیجتے اور خود بھی اس میں سے کچھ کھاتے اور انہیں بھی شریک کرتے۔

چنانچہ مجھے یہ بات ناگوار گزری اور میں نے سوچا، کہ یہ دودھ ہے ہی کتنا، کہ سارے صفہ والوں میں تقسیم ہو۔ اس کا حق دار میں تھا، کہ اسے پی کر کچھ قوت حاصل کرتا۔ جب صفہ والے آئیں گے، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھ سے فرمائیں گے اور میں اسے انہیں دے دوں گا۔ مجھے تو شاید اس دودھ میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا۔ لیکن اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حکم برداری کے سوا کوئی اور چارہ بھی نہیں تھا۔ چنانچہ میں ان کے پاس آیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعوت پہنچائی، وہ آ گئے اور اجازت چاہی۔ انہیں اجازت مل گئی، پھر وہ گھر میں اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اباہر! میں نے عرض! کیا لبیک یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! فرمایا! لو اور اسے ان سب حاضرین کو دے دو۔ بیان کیا، کہ پھر میں نے پیالہ پکڑ لیا اور ایک ایک کو دینے لگا۔ ایک شخص دودھ پی کر جب سیراب ہو جاتا، تو مجھے پیالہ واپس کر دیتا، پھر دوسرے شخص کو دیتا، وہ بھی سیر ہو کر پیتا، پھر پیالہ مجھ کو واپس کر دیتا اور اسی طرح تیسرا پی کر، پھر مجھے پیالہ واپس کر دیتا۔ اس طرح نبی

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا، لوگ پی کر سیراب ہو چکے تھے۔

آخر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیالہ پکڑا اور اپنے ہاتھ پر رکھ کر، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے میری طرف دیکھا اور مسکرا کر فرمایا! اباہر! میں نے عرض! کیا، لبیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیٹھ جاؤ اور پیو۔ میں بیٹھ گیا اور میں نے دودھ پیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم برابر فرماتے رہے کہ اور پیو! آخر مجھے کہنا پڑا، نہیں، اس ذات کی قسم جس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حق کے ساتھ بھیجا ہے، بالکل گنجائش نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پھر مجھے دے دو۔ میں نے پیالہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے دیا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اللہ کی حمد بیان کی اور بسم اللہ پڑھ کر بچا ہوا، خود پی لیا۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۵۲)

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر والوں کو مدینہ آنے کے بعد کبھی تین دن تک برابر گیہوں کی روٹی کھانے کے لیے نہیں ملی، یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح قبض ہو گئی۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۵۴)

۶۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھرانہ نے اگر کبھی ایک دن میں دو مرتبہ کھانا کھایا، تو ضرور اس میں ایک وقت کھجوریں ہوتی تھیں۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۵۵)

۷۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۵۶)

۸۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہ ہمارے اوپر ایسا مہینہ بھی گزر جاتا تھا، کہ چولہا نہیں جلتا تھا۔ صرف کھجور اور پانی ہوتا تھا۔ ہاں اگر کبھی کسی جگہ سے کچھ تھوڑا سا گوشت آجاتا، تو اس کو بھی کھا لیتے تھے۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۵۸)

۹۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، انہوں نے عروہ سے کہا، بیٹے! ہم دومہینوں میں تین چاند دیکھ لیتے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (کی بیویوں) کے گھروں میں چولہا نہیں جلتا تھا۔ میں نے پوچھا! پھر آپ لوگ زندہ کس چیز پر رہتی تھیں؟ بتلایا کہ صرف دوکالی چیزوں پر، کھجور اور پانی۔ ہاں! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے کچھ انصاری پڑوسی تھے، جن کے یہاں دودھیل اونٹنیاں تھیں، وہ اپنے گھروں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لیے دودھ بھیج دیتے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہمیں وہی دودھ پلا دیتے تھے۔ (بخاری۔رقم:۶۴۵۹)

۱۰۔ حضرت سہل بن سعد ساعدی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے سے گزرا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ایک دوسرے شخص ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ سے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے قریب بیٹھے ہوئے تھے، پوچھا! کہ اس شخص (گزرنے والے) کے متعلق تم کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا، کہ یہ معزز لوگوں میں سے ہے اور اللہ کی قسم یہ اس قابل ہے، کہ اگر یہ پیغام نکاح بھیجے، تو اس سے نکاح کر دیا جائے۔ اگر یہ سفارش کرے تو ان کی سفارش قبول کر لی جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ سن کر خاموش ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دوسرے صاحب گزرے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان سے ان کے متعلق بھی پوچھا! کہ ان کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! یہ صاحب مسلمانوں کے غریب طبقہ سے ہیں اور یہ ایسے ہیں، کہ اگر یہ نکاح کا پیغام بھیجیں، تو ان کا نکاح نہ کیا جائے، اگر یہ کسی کی سفارش کریں، تو ان کی سفارش قبول نہ کی جائے اور اگر کچھ کہیں تو ان کی بات نہ سنی جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس کے بعد فرمایا! اللہ کے نزدیک یہ پچھلا محتاج، اگلے مالدار شخص سے اگرچہ ویسے آدمی زمین بھر کر ہوں، بہتر ہے۔ (بخاری۔رقم:۶۴۴۷)

۱۱۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے ہیں! ہم مہاجرین فقراء قیامت کے دن مالداروں سے چالیس سال پہلے جنت

میں جائیں گے، وہ آدمی کہنے لگا، ہم لوگ صبر کریں گے اور ہم کچھ نہیں مانگتے ۔(صحیح مسلم ۔رقم:۲۹۶۶)

۱۲۔ حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ دوست رکھتا ہے محتاج مومن کو جو عیال دار ہو کر سوال سے باز رہتا ہے اور فقر اور فاقہ پر صبر کرتا ہے۔ اکثر اہل اللہ ایسے ہی لوگ ہوتے ہیں، نہ کہ بھیک مانگنے والوں میں سے۔عیال داری کے ساتھ کم معاشی اور پھر قناعت اور صبر کی فضیلت کیا کم ہے۔(سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۱۲۱)

۱۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مسلمانوں میں جو فقیر ہیں، وہ مال داروں سے آدھا دن پہلے جنت میں جائیں گے اور آدھا دن پانچ سو برس کا ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۱۲۲)

۱۴۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! مسلمان فقیر یا مہاجر فقیر، مال داروں سے پانچ سو برس پہلے جنت میں جائیں گے۔(سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۱۲۳)

۱۵۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کیا میں تجھ سے بیان نہ کروں جنت کا بادشاہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا! جی ہاں بیان فرمایئے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جو شخص کمزور، ناتواں ہو، لوگ اس کو کم قوت سمجھیں اور دو پرانے کپڑے پہنتا ہو، وہ اگر قسم کھائے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے بھروسے پر، تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ اس کو سچا کرے گا۔(سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۱۱۵)

۱۶۔ حضرت حارثہ بن وہب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کیا میں تجھ کو نہ بتلاؤں کہ جنت والے لوگ کون ہیں؟ ہر ایک ضعیف ناتواں جس کو لوگ کمزور جانیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! کیا میں تم کو نہ بتلاؤں، دوزخ والے لوگ کون ہیں؟ ہر ایک سخت مزاج، بہت روپیہ جوڑنے والا

اور اکڑ والا۔(سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۱۱۶)

۱۷۔ حضرت ابوامامہ حارثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! بزاذت (سادگی) ایمان میں داخل ہے۔(سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۱۱۸)

۱۸۔ حضرت ابن کعب بن مالک انصاری رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں، کہ اگر دو بھوکے بھیڑیے بکریوں میں چھوڑ دیے جائیں، تو بھی وہ اتنا فساد برپا نہ کریں، جتنا مال وجاہ کی حرص، انسان کے دین کو خراب کرتی ہے۔(جامع ترمذی۔رقم:۲۱۹۲)

۱۷

قناعت بہتر ہے

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کی۔ ''اے اللہ! آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اتنی روزی دے کہ وہ زندہ رہ سکیں۔'' (بخاری۔رقم: ۶۴۶۰)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب تم میں سے کوئی شخص کسی ایسے آدمی کو دیکھے جو مال اور شکل وصورت میں اس سے بڑھ کر ہے، تو اس وقت اسے ایسے شخص کا دھیان کرنا چاہیے، جو اس سے کم درجہ ہے۔ (بخاری۔رقم: ۶۴۹۰)

۳۔ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مانگا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے عطا فرمایا! میں نے پھر مانگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر عطا فرمایا! پھر میں نے مانگا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پھر عطا فرمایا! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ یہ مال سرسبز اور خوشگوار نظر آتا ہے۔ پس جو شخص اسے نیک نیتی سے لے اس میں برکت ہوتی ہے اور جو لالچ کے ساتھ لیتا ہے، تو اس

کے مال میں برکت نہیں ہوتی، بلکہ وہ اس شخص جیسا ہو جاتا ہے، جو کھاتا جاتا ہے، لیکن اس کا پیٹ نہیں بھرتا اور اوپر کا ہاتھ نیچے کے ہاتھ سے بہتر ہے۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۴۱)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میری امت کے ستر ہزار لوگ بے حساب جنت میں جائیں گے۔ یہ وہ لوگ ہوں گے، جو جھاڑ پھونک نہیں کرواتے، نہ شگون لیتے ہیں اور اپنے رب ہی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۷۲)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تونگری بہت اسباب رکھنے سے نہیں ہوتی، بلکہ تونگری یہ ہے، کہ دل بے پرواہ ہو (اور جو اللہ دے اس پر قناعت کرے)۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۳۷)

۶۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک نجات پائی اس نے جس کو اسلام کی ہدایت ہوئی اور ضرورت کے موافق روزی دی گئی اور اس پر قناعت کی۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۳۸)

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور اموال کو نہیں دیکھے گا، بلکہ تمہارے اعمال اور دلوں کو دیکھے گا۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۴۳)

۸۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے، کہ اگر تم اللہ پر ایسا توکل کرو، جیسا کہ ہونا چاہیے، تو وہ تم کو اس طرح سے روزی دے گا، جیسے پرندوں کو دیتا ہے، صبح کو وہ بھوکے اٹھتے ہیں اور شام کو پیٹ بھرے ہوئے آتے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۶۴)

۹۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں اللہ کا یہ ارشاد سنایا! کہ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوتا ہوں اور جب وہ مجھے پکارتا ہے، تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔(جامع ترمذی۔رقم:۲۲۰۴)

۱۸

حکمت کی حقیقت

۱۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دو نعمتیں ایسی ہیں، کہ اکثر لوگ ان کی قدر نہیں کرتے، صحت اور فراغت۔ (بخاری۔رقم: ٦٤١٢)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے میرا شانہ پکڑ کر فرمایا! ''دنیا میں اس طرح ہو جا، جیسے تو مسافر یا راستہ چلنے والا ہو'' حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرمایا! کرتے تھے، شام ہو جائے، تو صبح کے منتظر نہ رہو اور صبح کے وقت شام کے منتظر نہ رہو۔ اپنی صحت کو مرض سے پہلے، غنیمت جانو اور زندگی کو موت سے پہلے۔ (بخاری۔رقم: ٦٤١٦)

۳۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میت کے ساتھ تین چیزیں چلتی ہیں، دو تو واپس آ جاتی ہیں، صرف ایک اس کے ساتھ رہ جاتی ہے۔ اس کے ساتھ اس کے گھر والے، اس کا مال اور اس کا عمل چلتا ہے۔ اس کے گھر والے اور مال تو واپس آ جاتے ہیں اور اس کا عمل

اس کے ساتھ باقی رہ جاتا ہے۔ (بخاری۔رقم: ۶۵۱۴)

۴۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مسلمان وہ ہے، جو مسلمانوں کو اپنی زبان اور ہاتھ سے (تکلیف پہنچنے) سے محفوظ رکھے اور مہاجر وہ ہے، جو ان چیزوں سے رک جائے، جس سے اللہ نے منع کیا ہے۔ (بخاری۔رقم: ۶۴۸۴)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس نے اپنے کسی بھائی پر ظلم کیا ہو، تو اسے چاہیے، کہ اس سے (اس دنیا میں) معاف کرالے۔ اس لیے کہ آخرت میں روپے پیسے نہیں ہوں گے۔ اس سے پہلے (معاف کرالے) کہ اس کے بھائی کے لیے، اس کی نیکیوں میں سے حق دلایا جائے گا اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوں گی، تو اس (مظلوم) بھائی کی برائیاں اس پر ڈال دی جائیں گی۔ (بخاری۔رقم: ۶۵۳۴)

۶۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے ان سے کہا، اے چچا! اگر آپ اپنے غلام کی چادر لے لیتے اور اپنے مغافری کپڑے اسے دے دیتے یا اس کے مغافری کپڑے لے لیتے اور اپنی چادر اسے دے دیتے، تو آپ کا بھی جوڑا پورا ہو جاتا اور آپ کے غلام کا بھی جوڑا پورا ہو جاتا۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے سر پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا! اے اللہ اسے برکت عطا فرما! پھر فرمایا! اے بھتیجے میری ان دونوں آنکھوں نے دیکھا اور میرے ان دونوں کانوں نے سنا اور میرے اس دل نے یاد رکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ان کو وہی کچھ کھلاؤ! جو کچھ تم خود کھاتے ہو اور ان کو وہی کچھ پہناؤ! جو کچھ تم خود پہنتے ہو۔ اگر میں اسے دنیا کا مال ومتاع دے دوں، میرے لیے اس سے زیادہ آسان ہے، کہ قیامت کے دن یہ میری نیکیاں لے۔ (صحیح مسلم۔رقم: ۳۰۱۶)

۷۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں نے خواب دیکھا کہ میں مسواک کر رہا ہوں، تو دو آدمیوں نے مجھے کھینچا، ان میں سے ایک دوسرے سے بڑا تھا، تو میں نے مسواک چھوٹے کو دے دی، تو مجھ سے کہا گیا، کہ مسواک بڑے کو دو، تو پھر میں نے چھوٹے سے لے کر بڑے کو دے دی۔ (صحیح مسلم۔رقم:۳۰۱۱)

۸۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! حکمت، کلمہ گویا مسلمان کی گم شدہ چیز ہے، جہاں اس کو پائے وہ اس کا زیادہ حقدار ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۱۶۹)

۹۔ حضرت ابوایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ کو کوئی بات فرمایئے لیکن مختصر۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب تو نماز میں کھڑا ہو، تو ایسی نماز پڑھ گویا تو اب اس دنیا سے رخصت ہونے والا ہے اور ایسی بات منہ سے مت نکال، جس سے آئندہ عذر کرنا پڑے اور جو کچھ لوگوں کے پاس ہے، اس سے مایوس ہو جا۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۱۷۱)

۱۰۔ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فرماتے تھے، کیا میں تم سے بیان نہ کروں، ان لوگوں کا حال جو اللہ کے بہتر بندے ہیں؟ لوگوں نے عرض! کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیان فرمایئے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! بہتر تم میں وہ لوگ ہیں کہ ان کو جب کوئی دیکھے تو اللہ کی یاد آئے۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۱۱۹)

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ تھا، اتنے میں ایک مرد انصاری آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس آیا اور سلام کیا! پھر عرض کیا یا رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ! کونسا مومن افضل

ہے تمام مومنوں میں سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس کے اخلاق اچھے ہوں۔ پھر اس نے پوچھا کونسا دانا ہے ان میں سے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو موت کو یاد کرتا ہے اور موت کے بعد کے لیے اچھی تیاری کرتا ہے، وہی عقلمند ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۵۹)

۱۲۔ حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! عقلمند وہ ہے، جو اپنے نفس کو مسخر کرلے اور موت کے بعد کے لیے عمل کرلے اور عاجز وہ ہے، جو نفس کی خواہش پر چلے، پھر اللہ پر آرزوئیں لگائے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۶۰)

۱۳۔ حضرت بلال بن حارث مزنی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں سے کوئی شخص (ایسا بھی ہے) جو کوئی ایسی بات کرتا ہے، جس سے اللہ تبارک وتعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور وہ ایسے مرتبے پر پہنچتا ہے، جس کا وہ گمان بھی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے اس دن تک کے لیے رضامندی لکھ دیتے ہیں، جس دن وہ ان سے ملاقات کرے گا۔ جب کہ کوئی ایسا بھی ہے، کہ ایسی بات کرتا ہے، جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اور اس بات کا وبال کتنا زیادہ ہوگا۔ (جامع ترمذی۔ رقم: ۲۱۳۶)

۱۴۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آدمی اپنے دوست کے دین پر ہے، لہٰذا اسے چاہیے کہ دوستی کرتے وقت دیکھ لے، کہ کس سے دوستی کررہا ہے۔ (جامع ترمذی۔ رقم: ۲۱۹۴)

۱۵۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! سات چیزوں کے آنے سے پہلے، نیک اعمال کرلو۔

۱)۔ فقر ومحتاجی سے پہلے۔

۲)۔ غافل کر دینے والے مال و دولت سے پہلے۔

۳)۔ ایسے مرض سے پہلے، جو اعضاء کو عمل کرنے سے روک دیتا ہے۔

۴)۔ بڑھاپے سے پہلے، جس میں انسان عقل کھو دیتا ہے۔

۵)۔ جلد آنے والی موت سے پہلے۔

۶)۔ دجال کے آنے سے پہلے، جو ان چیزوں میں جواب تک غائب ہیں، سب سے برا ہے۔

۷)۔ قیامت سے پہلے، اس لیے کہ قیامت بہت سخت اور کڑوی ہے۔(جامع ترمذی۔رقم: ۲۱۲۴)

۱۹

حسد اور کبر بری بلا ہے

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب فارس اور روم کو فتح کرلیا جائے گا، اس وقت تم کس حال میں ہوگے؟ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ہم نے عرض! کیا ہمیں جس طرح اللہ نے حکم فرمایا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا اس کے علاوہ اور کچھ نہیں؟ تم ایک دوسرے پر رشک کرو گے، پھر ایک دوسرے سے حسد کرو گے، پھر آپس میں ایک دوسرے سے بغض رکھو گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح کچھ فرمایا! پھر تم مسکین مہاجروں کی طرف جاؤ گے اور پھر ایک دوسرے کی گردنوں پر سواری کرو گے۔ (صحیح مسلم۔ رقم: ۲۹۶۲)

۲۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حسد جائز نہیں مگر دو شخصوں سے۔ ایک تو اس شخص سے جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے، وہ اس کو نیک کاموں میں خرچ

کرتا ہے۔ دوسرا اس شخص سے جس کو اللہ تعالیٰ نے علم دیا ہے، وہ اس پر عمل کرتا ہے اور دوسروں کو بھی سکھاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۲۰۸)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! حسد نہیں کرنا چاہیے، مگر دو شخصوں سے۔ ایک وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے (قران کا) حافظ بنایا، وہ اس کو پڑھتا ہے۔ دوسرے وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہے، وہ اس کو خرچ کرتا ہے رات اور دن۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۲۰۹)

۴۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا!

- حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے، جیسے آگ لکڑیوں کو کھا جاتی ہے۔
- صدقہ گناہوں کو بجھا دیتا ہے، جیسے پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔
- نماز مومن کا نور ہے۔
- روزہ دوزخ سے ڈھال ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۲۱۰)

۵۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی بھیجی، کہ آپس میں ایک دوسرے سے تواضع کرو اور کوئی دوسرے پر (ظلم) اور سرکشی نہ کرے۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۲۱۴)

۶۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! وہ شخص جنت میں نہ جائے گا، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر غرور ہو۔ وہ شخص دوزخ میں نہ جائے گا، جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۱۷۳)

۷۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتا ہے، کہ تکبر میری چادر ہے اور بڑائی میرا ازار۔ پھر جو کوئی ان دونوں میں سے کسی کے لیے مجھ سے جھگڑے، میں اس کو جہنم میں ڈالوں گا۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۷۴)

۸۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ مدینہ کی ایک لونڈی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہاتھ پکڑتی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں سے نہ نکالتے (اس سے اپنا ہاتھ نہ چھڑاتے)، یہاں تک، کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے کام کے لیے جہاں چاہتی لے جاتی۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۷۷)

۹۔ حضرت عیاض بن حمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو خطبہ سنایا، تو فرمایا! بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھ کو وحی بھیجی، کہ تواضع کرو! یہاں تک کہ کوئی مسلمان دوسرے پر فخر نہ کرے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۱۷۹)

۲۰

حیاء ایمان ہے

۱۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو شخص مجھے دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور دونوں پاؤں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی ضمانت دے دے، میں اس کے لیے جنت کی ضمانت دے دوں گا۔ (بخاری۔رقم: ۶۴۷۴)

۲۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم تھی، جو پردے میں رہتی ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی چیز کو برا جانتے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک چہرے میں اس کا اثر معلوم ہوتا۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۱۸۰)

۳۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ہر دین والوں میں ایک خصلت ہوتی ہے اور اسلام کی خصلت حیا ہے۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۱۸۱)

۴۔ حضرت ابومسعود انصاری رضی اللہ عنہ اور عقبہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! لوگوں کے پاس جو اگلے پیغمبروں کے کلام میں سے رہ گیا ہے، وہ یہ ہے، کہ جب تو شرم نہ کرے، تو جو چاہے وہ کر۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۱۸۳)

۵۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! حیا ایمان میں داخل ہے اور فحش گوئی، جفا ہے اور جفا دوزخ میں جائے گی۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۱۸۴)

٦۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس چیز میں فحش ہو، وہ اس کو عیب دار کردے، تو انسان ضرور فحش سے عیب دار ہو جائے گا اور حیا جس چیز میں آجائے، وہ اس کو عمدہ کردے گی۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم: ۴۱۸۵)

۲۱

نیکی رائیگاں نہیں جاتی

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تین آدمی چل رہے تھے، کہ انہیں بارش نے گھیر لیا، تو انہوں نے پہاڑ میں ایک غار کی طرف پناہ لی۔ غار کے منہ پر پہاڑ سے ایک پتھر آ کر گر گیا، جس سے اس غار کا منہ بند ہو گیا۔ ان میں سے ایک نے کہا، اپنے اپنے نیک اعمال کو دیکھو، جو خالص اللہ کی رضا کے لیے کئے ہوں اور اس کے ذریعہ اللہ سے دعا مانگو، شاید اللہ تم سے اس مصیبت کو ٹال دے۔ ان میں سے ایک نے عرض! کیا اے اللہ، میرے والدین بہت بوڑھے تھے اور میری بیوی بھی تھی اور چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے اور میں جانور چرایا کرتا تھا، جب میں ان کے پاس شام کو واپس آتا دودھ نکالتا، تو میں اپنے والدین سے ابتدا کرتا اور انہیں اپنے بچوں سے قبل پلاتا۔ ایک دن جنگل کے دور ہونے کی وجہ سے مجھے تاخیر ہو گئی اور میں رات کو آیا، تو میں نے اپنے والدین کو سویا ہو پایا، میں نے پہلے کی طرح دودھ دوہا اور دودھ کا برتن لے کر ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ میں انہیں ان کی

نیند سے اٹھانا ناپسند کرتا تھا اور مجھے ان سے پہلے، اپنے بچوں کو پلانا بھی پسند نہ تھا اور بچے میرے قدموں کے پاس چلا رہے تھے، مگر میں نے انہیں دودھ نہیں دیا اور صبح ہونے تک میرا معاملہ یونہی رہا۔ اے خدا! پس تو جانتا ہے، کہ میں نے یہ عمل صرف اور صرف تیری رضا کے لیے کیا تھا۔ تو اے میرے پروردگار! ہمارے لیے کچھ کشادگی فرمادے، جس سے ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔ پس اللہ نے ان کے لیے اتنی کشادگی فرمادی، کہ انہوں نے آسمان دیکھا۔

دوسرے نے عرض کیا! اے اللہ میری ایک چچا زاد بہن تھی، جس سے میں محبت کرتا تھا، جس طرح مردوں کو عورتوں سے سخت محبت ہوتی ہے۔ میں نے اس سے اس کی ذات کو طلب کیا، بدکاری کا اظہار کیا، تو اس نے ایک سو دینار لانے تک انکار کر دیا۔ میں نے بڑی محنت کر کے سو دینار جمع کئے اور اس کے پاس لایا۔ پس جب میں اس کے قریب بیٹھ گیا، تو اس نے کہا، اے اللہ کے بندے! اللہ سے ڈر اور مہر کے ساتھ رشتہ بنا۔ میں اس سے کھڑا ہو گیا۔ یا اللہ! تجھے یقیناً علم ہے، کہ میں نے یہ عمل صرف تیری رضا کے لیے کیا ہے، پس ہمارے لیے اس غار سے کچھ کشادگی فرمادے۔ پس ان کے لیے مزید کشادگی فرمادی گئی۔

تیسرے نے عرض کیا! اے اللہ میں نے ایک مزدور کو (ایک) فرق چاول مزدوری پر رکھا، جب اس نے اپنا کام پورا کر لیا، تو کہا، میرا حق مجھے دے دو، میں نے اسے فرق دینا چاہا، تو وہ منہ پھیر کر چلا گیا۔ پس میں اس کے پیچھے زراعت کرتا رہا، یہاں تک کہ اس سے گائے اور ان کے چرواہے میرے پاس جمع ہو گئے، پس وہ میرے پاس آیا اور کہنے لگا، اللہ سے ڈر اور میرے حق میں مجھ پر ظلم نہ کر۔ میں نے کہا، وہ گائے اور ان کے چرواہے لے جاؤ۔ اس نے کہا، اللہ سے ڈر اور مجھ سے مذاق نہ کر۔ میں نے کہا، میں تجھ سے مذاق نہیں کر رہا، وہ بیل اور ان کے چرواہے لے جاؤ، اس نے انہیں

لیا اور چلا گیا۔ اے میرے پروردگار، اگر تیرے علم میں میرا یہ عمل تیری رضا مندی کے لیے تھا، تو ہمارے لیے باقی راستہ بھی کھول دے، تو اللہ نے باقی راستہ بھی کھول دیا اور وہ غار سے نکل کر چل دیئے۔ (صحیح مسلم۔ رقم: ۲۷۴۳)

۲۲

میانہ روی افضل ہے

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا، کہ کون سی عبادت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ پسند تھی؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا! کہ جس پر ہمیشگی ہو سکے۔ پوچھا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رات کو تہجد کے لیے کب اٹھتے تھے؟ بتلایا، کہ جب مرغ کی آواز سن لیتے۔ (بخاری۔رقم: ۶۴۶۱)

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! درمیانی چال اختیار کرو اور بلند پروازی نہ کرو اور عمل کرتے رہو، تم میں کسی کا عمل اسے جنت میں داخل نہیں کر سکے گا، میرے نزدیک سب سے پسندیدہ عمل وہ ہے، جس پر ہمیشگی کی جائے۔ خواہ کم ہی کیوں نہ ہو۔ (بخاری۔رقم: ۶۴۶۴)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا گیا، کون سا عمل اللہ کے نزدیک زیادہ پسند ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ جس پر ہمیشگی کی جائے، خواہ وہ تھوڑا ہی ہو اور فرمایا! نیک کام کرنے میں اتنی ہی تکلیف اٹھاؤ، جتنی تم میں طاقت ہے (جو ہمیشہ نبھ سکے)۔ (بخاری۔رقم: ۶۴۶۵)

۴۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا! کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! دیکھو جو نیک کام کرو، ٹھیک طور سے کرو اور حد سے نہ بڑھ جاؤ، بلکہ اس کے قریب رہو (میانہ روی اختیار کرو) اور خوش رہو۔ یاد رکھو، کہ کوئی بھی اپنے عمل کی وجہ سے جنت میں نہیں جائے گا۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! میں بھی نہیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت و رحمت کے سائے میں مجھے ڈھانک لے۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۶۷؛ سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۰۱، از ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! تم سے کسی شخص کو اس کا عمل نجات نہیں دلا سکے گا۔ صحابہ نے عرض کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی نہیں یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! اور مجھے بھی نہیں۔ سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اپنی رحمت کے سائے میں لے لے۔ پس تم کو چاہیے کہ درستگی کے ساتھ عمل کرو اور میانہ روی اختیار کرو۔ صبح اور شام، اسی طرح رات کو ذرا سا چل لیا کرو اور اعتدال کے ساتھ چلا کرو، منزل مقصود کو پہنچ جاؤ گے۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۶۳)

۶۔ حضرت ام المومنین جناب حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، کہ ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی، اتنے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لائے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا، یہ کون عورت ہے؟ میں نے عرض کیا فلانی عورت جو رات کو نہیں سوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! چپ رہ، ایسا عمل کرو، جسے ہمیشہ کرنے کی طاقت رکھو۔ کیونکہ قسم خدا کی اللہ تعالیٰ نہیں تھکتے ثواب دینے سے، تم ہی تھک جاؤ گے، عمل کرنے سے۔ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا! کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو وہ عمل پسند تھا، جس کو آدمی ہمیشہ کرے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۳۸)

۷۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا! اتنا ہی عمل کرو، جتنے کی طاقت تم میں ہے، جو ہمیشہ ہو، اگرچہ تھوڑا ہو۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۴۰)

۲۳

نیکی اور بدی

۱۔ حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک حدیث قدسی میں فرمایا! ''اللہ تعالیٰ نے نیکیاں اور برائیاں مقدر کردی ہیں اور پھر انہیں صاف صاف بیان کر دیا ہے۔ پس جس نے کسی نیکی کا ارادہ کیا، لیکن اس پر عمل نہ کرسکا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے ایک مکمل نیکی کا بدلہ لکھا ہے۔ اگر اس نے ارادہ کے بعد اس پر عمل بھی کرلیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے یہاں دس گنا سے سات سو گنا تک نیکیاں لکھی ہیں اور اس سے بڑھا کر۔ جس نے کسی برائی کا ارادہ کیا اور پھر اس پر عمل نہیں کیا، تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اپنے یہاں ایک نیکی لکھی ہے اور اگر اس نے ارادہ کے بعد، اس پر عمل بھی کرلیا، تو اپنے یہاں اس کے لیے ایک برائی لکھی ہے۔ (بخاری۔ رقم: ٦٤٩١)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، کہ میری امت کے سارے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے، سوائے اعلانیہ گناہوں کے، وہ

معاف نہیں کئے جائیں گے۔ بندہ رات کو کوئی گناہ کرتا ہے، پھر صبح کو اس کا پروردگار اس کے گناہ کی پردہ پوشی کرتا ہے، لیکن وہ اسے کہتا ہے اے فلاں! میں نے گزشتہ رات ایسے ایسے گناہ کیا اور رات گزاری۔ خداوندِ عالم نے تو اسے چھپایا اور ساری رات پردہ پوشی کی، لیکن صبح ہوتے ہی اس نے اس گناہ کو ظاہر کردیا، جسے اللہ عزوجل نے چھپایا تھا۔ (صحیح مسلم۔ رقم: ۲۹۸۸)

۳۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومن جب گناہ کرتا ہے، تو اس کے دل میں ایک سیاہ دھبہ پڑ جاتا ہے۔ پھر اگر توبہ کرے، وہ آئندہ کے لیے اس سے باز آئے اور استغفار کرے تو اس کا دل چمک کر صاف ہو جاتا ہے، یہ دھبہ دور ہو جاتا ہے۔ اگر اور زیادہ گناہ کرے، تو یہ دھبہ بڑھتا جاتا ہے، یہاں تک کہ سارا دل کالا سیاہ ہو جاتا ہے اور ان سے یہی مراد ہے اس آیت میں كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ (یعنی گناہ سے ڈرتے رہنا اور اس کا عادی نہ ہو جانا)۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۴۴)

۴۔ حضرت نواس بن سمعان رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں، کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نیکی اور بدی کے متعلق پوچھا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! نیکی عمدہ اخلاق ہے اور گناہ وہ ہے، جو تمہارے دل میں کھٹکے اور لوگوں کا اس سے مطلع ہونا، تم کو پسند نہ ہو۔ (جامع ترمذی۔ رقم: ۲۲۰۵)

۲۴

قبر کے نظارے

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب مردہ قبر میں جاتا ہے تو جو شخص نیک ہوتا ہے، وہ اپنی قبر میں بٹھایا جاتا ہے، نہ اس کو خوف ہوتا ہے نہ اس کا دل پریشان ہوتا ہے۔ اس سے پوچھا جاتا ہے، تو کس دین پر تھا؟ وہ کہتا ہے دین اسلام پر۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے اس شخص کے باب میں تو کیا کہتا ہے؟ اس وقت مومن کو جمال نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر آتا ہے یا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام لے کر پوچھا جاتا ہے، وہ کہتا ہے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ ہمارے پاس دلیلیں اور کھلی نشانیاں لے کر آئے، اللہ کے پاس سے، ہم نے ان کی تصدیق کی۔ پھر اس سے پوچھا جاتا ہے کیا تو نے اللہ کو دیکھا؟ وہ کہتا ہے بھلا اللہ تعالیٰ کو کون دیکھ سکتا ہے۔ پھر اس کے لیے ایک طرف سے دوزخ کو کھڑکی کھولی جاتی ہے، وہ آگ دیکھتا ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے دیکھ، اللہ تعالیٰ نے تجھ کو اس سے بچایا۔ پھر ایک دوسرا دریچہ جنت کی طرف کھولا جاتا ہے، وہ وہاں کی تازگی اور لطافت کو دیکھتا ہے، اس

سے کہا جاتا ہے، یہی تیرا ٹھکانا ہے اور اس سے کہا جاتا ہے تو یقین پر تھا اور یقین پر مرا اور یقین ہی پر اٹھے گا، اگر اللہ چاہے تو۔

برا آدمی قبر میں بٹھایا جاتا ہے اور دل پریشان گھبرایا ہوتا ہے، اس سے پوچھا جاتا ہے تو کس دین پر تھا؟ وہ کہتا ہے میں نہیں جانتا۔ پھر پوچھا جاتا ہے، اس شخص کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ وہ کہتا میں نے لوگوں کو کچھ کہتے سنا تو تھا، میں نے بھی ویسا ہی کہا۔ پھر جنت کی طرف ایک کھڑکی کھولی جاتی ہے اور اس کی تازگی اور بہار جو اس میں دیکھتا ہے، اس سے کہا جاتا ہے، دیکھ اللہ تعالیٰ نے تجھے اس سے محروم کیا۔ پھر ایک کھڑکی دوزخ کی طرف کھولی جاتی ہے، وہ آگ کو دیکھتا ہے، اوپر تلے ہو رہی ہے، ایک کو ایک توڑ رہی ہے۔ اس سے کہا جاتا ہے، یہ تیرا ٹھکانا ہے۔ تو شک میں تھا اور اسی پر مرا اور اسی پر اٹھے گا، اگر اللہ تعالیٰ چاہے۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۶۸)

۲۵

انسان آگ میں گرتا جاتا ہے

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ میری اور لوگوں کی مثال ایک ایسے شخص کی ہے، جس نے آگ جلائی۔ جب اس کے چاروں طرف روشنی ہوگئی، تو پروانے اور یہ کیڑے مکوڑے جو آگ پر گرتے ہیں، اس میں گرنے لگے اور آگ جلانے والا، انہیں اس میں سے نکالنے لگا۔ لیکن وہ اس کے قابو میں نہیں آئے اور آگ میں گرتے ہی رہے۔ اسی طرح میں تمہاری کمر سے پکڑ پکڑ کر آگ سے تمہیں نکالتا ہوں اور تم ہو کہ اسی میں گرتے جاتے ہو۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۸۳)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم قیامت کے دن میرے پاس آؤ گے، سفید پیشانی، سفید ہاتھ پاؤں والے۔ وضو کے سبب سے یہ میری امت کا نشان ہوگا اور کسی امت پر یہ نشان نہ ہوگا۔ (سنن ابن ماجہ۔ رقم: ۴۲۸۲)

۲۶

اعضا بولتے ہیں

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ہم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے تھے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کیا تم جانتے ہو، کہ میں کس وجہ سے ہنسا ہوں؟ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں بندے کی اس بات پر ہنسا ہوں، کہ جو وہ اپنے رب سے کرے گا۔ وہ بندہ عرض کرے گا، اے پروردگار! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ فرمائے گا، ہاں۔ پھر بندہ عرض کرے گا میں اپنے اوپر اپنی ذات کے علاوہ کسی کی گواہی کو جائز نہیں سمجھتا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا، کہ آج کے دن تیرے اوپر تیری ذات کی گواہی اور کراماً کاتبین کی گواہی کفایت کر جائے گی۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پھر اس بندے کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے دیگر اعضاء کو کہا

جائے گا، کہ بولیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا! اس کے اعضا اس کے سارے اعمال بیان کریں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا! پھر بندہ اپنے اعضاء سے کہے گا، دور ہو جاؤ۔ چلو دور ہو جاؤ۔ میں تمہاری طرف سے ہی تو جھگڑا کر رہا تھا۔ (صحیح مسلم۔ رقم: ۲۹۶۲)

۲۷

لغویات سے بچنا ہے

۱۔ حضرت مغیرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بے فائدہ بات چیت کرنے، زیادہ سوال کرنے، مال ضائع کرنے اور اپنی چیز بچا کر رکھنے اور دوسروں کی مانگتے رہنے، ماؤں کی نافرمانی کرنے اور لڑکیوں کو زندہ درگور کرنے سے منع فرماتے تھے۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۷۳)

۲۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

۔ جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے ورنہ خاموش رہے۔

۔ جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو تکلیف نہ پہنچائے۔

۔ جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے مہمان کی عزت کرے۔

(بخاری۔ رقم: ۶۴۷۵)

۳۔ حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو کوئی اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اپنے مہمان کی خاطر تواضع کرے۔ جو شخص اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے، اسے چاہیے کہ اچھی بات کہے، ورنہ چپ رہے۔ (بخاری۔ رقم:۶۴۷۶)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو بندہ اللہ کی رضامندی کے لیے ایک بات زبان سے نکالتا ہے، اسے وہ کوئی اہمیت بھی نہیں دیتا، مگر اسی کی وجہ سے اللہ اس کے درجے بلند کر دیتا ہے۔ ایک دوسرا بندہ ایک ایسا کلمہ زبان سے نکالتا ہے، جو اللہ کی ناراضگی کا باعث ہوتا ہے۔ وہ اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا، لیکن اس کی وجہ سے وہ جہنم میں چلا جاتا ہے۔ (بخاری۔ رقم:۶۴۷۸)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! بندہ کوئی ایسی بات کہہ دیتا ہے، کہ اس کا نقصان نہیں سمجھتا۔ جبکہ اس کی وجہ سے وہ دوزخ میں اتنی دور جا کر گرتا ہے، کہ جتنا مشرق و مغرب کے درمیان فاصلہ ہے۔ (صحیح مسلم۔ رقم:۲۹۸۵)

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی شخص کے بہترین مسلمان ہونے کا تقاضا ہے، کہ لغو باتوں کو چھوڑ دے۔ (جامع ترمذی۔ رقم:۲۳۱۵)

۲۸

خرچ کرنا ہی مفید ہے

۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں کون ہے، جسے اپنے مال سے زیادہ اپنے وارث کا مال پیارا ہو۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! ہم میں کوئی ایسا نہیں، جسے مال زیادہ پیارا نہ ہو۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پھر اس کا مال وہ ہے، جو اس نے (موت سے) پہلے (اللہ کے راستہ میں) خرچ کیا اور اس کے وارث کا مال وہ ہے، جو وہ چھوڑ کر مرا۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۴۲)

۲۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تم میں ہر ہر فرد سے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس طرح کلام کرے گا، کہ اللہ کے اور بندے کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا۔ پھر وہ دیکھے گا، تو اس کے آگے کوئی چیز نظر نہیں آئے گی۔ پھر وہ اپنے سامنے دیکھے گا اور اس کے سامنے آگ ہوگی۔ پس تم میں سے جو شخص چاہے، کہ وہ آگ سے بچے تو وہ راہ خدا میں خیر خیرات کرتا رہے۔ خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے

کے ذریعہ سے ہی ممکن ہو۔(بخاری۔رقم:۶۵۳۹)

۳۔ حضرت عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جہنم سے بچو! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چہرہ پھیرلیا۔ پھر فرمایا! کہ جہنم سے بچو! اور پھر اس کے بعد چہرہ مبارک پھیرلیا۔ پھر فرمایا! کہ جہنم سے بچو! تین مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ ہم نے اس سے یہ خیال کیا، کہ جہنم کو دیکھ رہے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ جہنم سے بچو! خواہ کھجور کے ایک ٹکڑے ہی کے ذریعہ ہو سکے اور جسے یہ بھی نہ ملے، تو اسے (لوگوں میں) کسی اچھی بات کہنے کے ذریعہ سے ہی (جہنم سے) بچنے کی کوشش کرنی چاہیے۔(بخاری۔رقم:۶۵۴۰)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بندہ کہتا ہے میرا مال، حالانکہ اس کے مال میں سے اس کی صرف تین چیزیں ہیں: جو کھایا اور ختم کرلیا، جو پہنا اور پرانا کرلیا، جو اس نے اللہ کے راستہ میں دیا، یہ اس نے آخرت کے لیے جمع کرلیا۔ اس کے علاوہ تو صرف جانے والا اور لوگوں کے لیے چھوڑنے والا ہے۔(صحیح مسلم۔رقم:۲۹۲۵)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں، کہ نبیِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ بنی اسرائیل میں تین آدمی تھے۔

۱)۔ کوڑھی ۲)۔ گنجا ۳)۔ اندھا

اللہ تعالیٰ نے ارادہ فرمایا! کہ تینوں کو آزمایا جائے، تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ وہ فرشتہ کوڑھی آدمی کے پاس آیا اور اس سے کہا! کہ تجھے کسی چیز سے (زیادہ پیار) ہے؟ وہ کوڑھی کہنے لگا، میرا خوبصورت رنگ ہو، خوبصورت جلد ہو، چونکہ لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے فرمایا! فرشتے نے اس کوڑھی (کے جسم پر) ہاتھ پھیرا، تو اس سے وہ بیماری چلی گئی اور اس کو خوبصورت رنگ اور خوبصورت جلد عطا کر دی گئی۔ فرشتے نے کہا تجھے مال کون سا زیادہ پسند ہے؟ وہ کہنے لگا، اونٹ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اسے دس مہینہ کی گابھن اونٹنی دے دی گئی۔ پھر فرشتے نے کہا! کہ اللہ تجھے اس میں برکت عطا فرمائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فرشتہ گنجے آدمی کے پاس آیا اور اسے کہا! تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پیاری ہے؟ وہ کہنے لگا خوبصورت بال اور گنجے پن کی یہ بیماری، کہ جس کی وجہ سے لوگ مجھ سے نفرت کرتے ہیں، مجھ سے چلی جائے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فرشتے نے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا، تو اس سے وہ بیماری چلی گئی اور اسے خوبصورت بال عطا کر دیے گئے۔ فرشتے نے کہا! تجھے سب سے زیادہ مال کون سا پسند ہے؟ وہ کہنے لگا، گائے۔ پھر اسے حاملہ گائے عطا کر دی گئی اور فرشتے نے کہا! اللہ تجھے اس میں برکت عطا فرمائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پھر فرشتہ اندھے آدمی کے پاس آیا اور اس سے کہا! تجھے کون سی چیز سب سے زیادہ پیاری ہے؟ وہ اندھا کہنے لگا، اللہ تعالیٰ مجھے میری بینائی واپس لوٹا دے، تاکہ میں لوگوں کو دیکھ سکوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! فرشتے نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا، تو اللہ نے اس کی بینائی، اسے واپس لوٹا دی۔ فرشتے نے کہا! تجھے مال کون سا سب سے زیادہ پسند ہے؟ وہ کہنے لگا، بکریاں۔ تو پھر اسے ایک گابھن بکری دے دی گئی۔ چنانچہ پھر ان سب نے بچے جنے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کوڑھی آدمی کا، اونٹوں سے جنگل بھر گیا اور گنجے کی گایوں کی ایک وادی بھر گئی اور اندھے آدمی کا بکریوں کا ریوڑ بن گیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! پھر (کچھ عرصہ بعد) وہی فرشتہ اپنی دوسری شکل وصورت میں کوڑھی آدمی کے

پاس آیااوراس سے کہا! میں ایک مسکین آدمی ہوں اورسفر میں میرا سارازادِراہ ختم ہوگیا ہے،جس کی وجہ سے میں آج (اپنی منزل مقصود پر) سوائے اللہ تعالیٰ کی مدد کےنہیں پہنچ سکتا۔ میں تجھ سے اسی کے نام پر سوال کرتا ہوں، کہ جس نے تجھے خوبصورت رنگ اور خوبصورت جلد اور اونٹ کا مال عطا فرمایا! (مجھے صرف ایک اونٹ دے دے) جو میرے سفر میں میرے کام آئے۔ وہ کوڑھی کہنے لگا، (میرے اوپر) بہت زیادہ حقوق ہیں۔فرشتے نے کہا! کہ میں تجھے پہچانتا ہوں، کیا تو کوڑھی اور محتاج نہیں تھا، تجھ سے لوگ نفرت کرتے تھے، پھر اللہ پاک نے تجھے یہ مال عطا فرمایا! وہ کوڑھی کہنے لگا! یہ مال تو مجھے میرے باپ دادا سے وراثت میں ملا ہے۔فرشتے نے کہا! اگر تو جھوٹ کہہ رہا ہے، تو اللہ تجھے پھر اسی طرح کر دے،جس طرح کہ تو پہلے تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا! پھر فرشتہ اپنی اسی شکل میں گنجے کے پاس آیا اوراس سے بھی وہی کچھ کہا کہ جو کوڑھی سے کہا تھا۔ پھراس گنجے نے بھی وہی جواب دیا، کہ جو کوڑھی نے جواب دیا تھا۔فرشتہ نے اس سے بھی یہی کہا! کہ اگر تو جھوٹا ہے، تو اللہ تعالیٰ تجھے اس طرح کر دے،جس طرح کہ تو پہلے تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا! پھر فرشتہ اپنی اسی شکل میں وصورت میں اندھے کے پاس آیا اور کہا! کہ میں مسکین اور مسافر آدمی ہوں اور میرے سفر کے تمام اسباب وغیرہ ختم ہوگئے ہیں اور میں آج سوائے اللہ کی مدد کے اپنی منزل مقصود پرنہیں پہنچ سکتا۔ میں تجھ سے اسی اللہ کے نام پر، کہ جس نے تجھے بینائی عطا کی، ایک بکری کا سوال کرتا ہوں، جو کہ مجھے میرے سفر میں کام آئے۔ وہ اندھا کہنے لگا، کہ میں بلاشبہ اندھا تھا، پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے میری بینائی واپس لوٹادی۔ اللہ کی قسم! میں آج تمہارے ہاتھ نہیں روکوں گا۔تم جو چاہو میرے مال میں سے لےلواور جو چاہو چھوڑ دو۔فرشتے نے اندھے سے کہا! تم اپنا مال رہنے دو، کیونکہ تم تینوں آدمیوں کو آزمایا گیا ہے، تو اللہ تعالیٰ تجھ سے راضی ہوگیا اور تیرے

دونوں ساتھیوں سے ناراض ہو گیا ہے۔(صحیح مسلم۔رقم:۲۹۳۴)

٦۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے راویت کرتے ہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک آدمی ایک جنگل میں تھا، کہ اس نے بادلوں سے ایک آواز سنی، کہ فلاں باغ کو پانی لگاؤ! تو پھر ایک بادل ایک طرف چلا اور اس نے ایک پتھریلی زمین پر بارش برسائی اور وہاں نالیوں میں سے ایک نالی بھر گئی۔ وہ آدمی برستے ہوئے پانی کے پیچھے پیچھے گیا، اچانک اس نے ایک آدمی کو دیکھا، کہ وہ اپنے باغ میں کھڑا ہوا، اپنے پھاوڑے سے پانی ادھر ادھر کر رہا تھا۔ اس آدمی نے باغ والے آدمی سے کہا! اے اللہ کے بندے تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا فلاں اور اس نے وہی نام بتایا، کہ جو اس نے بادلوں میں سنا تھا۔ پھر اس باغ والے آدمی نے اس سے کہا! تو نے میرا نام کیوں پوچھا ہے؟ اس نے کہا! میں نے ان بادلوں میں سے جس سے یہ پانی برسا ہے، ایک آواز سنی ہے، کہ کوئی تیرا نام لے کر کہتا ہے، کہ اس باغ کو سیراب کر، تم اس باغ میں کیا کرتے ہو؟ اس نے کہا جب تو نے یہ کہا ہے تو سنو! میں اس باغ میں پیداوار پر نظر رکھتا ہوں اور اس میں سے ایک تہائی صدقہ خیرات کرتا ہوں اور ایک تہائی اس میں سے میں اور میرے گھر والے کھاتے ہیں، جبکہ ایک تہائی میں اسی باغ میں لگا دیتا ہوں۔(صحیح مسلم۔رقم:۲۹۷۶)

۲۹

ماضی سے سبق سیکھنا ہے

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پتھروں والے، یعنی قوم ثمود کے بارے میں فرمایا! اس قوم کے گھروں کے پاس سے نہ گزرو! کیونکہ انہیں عذاب دیا گیا ہے۔ سوائے اس کے، کہ وہاں سے روتے ہوئے گزرو اور اگر تمہیں رونا نہیں آتا، تو پھر وہاں سے نہ گزرو! کہیں ایسا نہ ہو، کہ تم پر بھی وہ عذاب مسلط ہو جائے، کہ جو عذاب قوم ثمود پر مسلط ہوا تھا۔ (صحیح مسلم۔ رقم: ۲۹۶۷)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ پتھر والوں، یعنی قوم ثمود کے مقامات کے پاس سے گزرے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہم سے فرمایا! تم ان لوگوں کے پتھروں کے پاس سے نہ گزرو! کہ انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ سوائے اس کے کہ تم وہاں سے روتے ہوئے گزرو اور اس بات سے بچو! کہ کہیں تمہیں بھی نہ آ پہنچے کہ جو عذاب ان کو پہنچا۔ پھر اپنی سواری کو ڈانٹ کر

جلد چلا یا، یہاں تک کہ قوم ثمود کے گھروں کو پیچھے چھوڑ دیا۔(صحیح مسلم۔رقم:۲۹۶۸)

۳۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ خبر دیتے ہیں، کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قوم ثمود کے علاقہ میں اترے، تو انہوں نے اس جگہ کے کنوؤں سے پینے کا پانی لیا اور انہوں نے اس پانی سے آٹا بھی گوندھا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حکم فرمایا! پینے والا پانی بہادیا جائے اور اس پانی سے گوندھا گیا آٹا اونٹوں کو کھلا دیا جائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو حکم فرمایا! کہ اس کنوئیں سے پانی لیا جائے، کہ جس کنوئیں پر حضرت صالح کی اونٹنی پانی پینے آئی تھی۔ (صحیح مسلم۔رقم:۲۹۶۹)

۳۰

بے سہارا کا سہارا

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! بیوہ عورت اور مسکینوں پر کوشش کرنے والا، اللہ کے راستے میں جہاد کرنے والے کی طرح ہے اور میں گمان کرتا ہوں، کہ وہ اس قائم (رات بھر عبادت کرنے والا) کی طرح ہے، کہ جو نہ تھکتا ہو اور اس صائم (دن بھر روزہ رکھنے والا) کی طرح ہے، کہ جو افطار نہ کرتا ہو۔ (صحیح مسلم۔رقم:۲۹۷۱)

۲۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کسی یتیم بچے کی کفالت کرنے والا، اس کا کوئی قریبی رشتہ دار یا اس کے علاوہ اور جو کوئی بھی ہو، وہ جنت میں اس طرح ہوں گے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہادت والی اور درمیان والی انگلی سے اشارہ کر کے بتایا۔ (صحیح مسلم۔رقم:۲۹۷۲)

۳۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ایک عورت دوزخ میں گئی، ایک بلی کی وجہ سے، جس کو اس نے باندھ رکھا تھا، نہ اس کو کھانا دیا نہ چھوڑا کہ وہ زمین کے کیڑے کھاتی، یہاں تک کہ وہ بھوک سے مر گئی۔ (سنن ابن ماجہ۔رقم:۴۲۵۶)

۳۱

ریاکاری ذلت ہے

۱۔ حضرت جندب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! (کسی نیک کام کے نتیجہ میں) جو شہرت کا طالب ہو، اللہ تعالیٰ اس کی بدنیتی قیامت کے دن سب کو سنا دے گا۔ اسی طرح جو کوئی لوگوں کو دکھانے کے لیے نیک کام کرے، اللہ بھی قیامت کے دن اس کو سب لوگوں کو دکھلا دے گا۔ (بخاری۔ رقم: ۶۴۹۹)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو آدمی لوگوں کو سنانے کے لیے کوئی کام کرے گا، تو اللہ تعالیٰ بھی اس کی ذلت لوگوں کو سنائے گا اور جو آدمی لوگوں کے دکھاوے کے لیے کوئی کام کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اسے ریاکاروں کی سزا دے گا۔ (صحیح مسلم۔ رقم: ۲۹۷۹)

۳۔ حضرت جندب علقی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو آدمی لوگوں کو سنانے کے لیے کوئی کام کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کی ذلت لوگوں کو سنائے گا اور جو آدمی دکھلاوے کے لیے کوئی کام

کرے گا، تو اللہ تعالیٰ اس کی برائیاں لوگوں کو دکھلائے گا۔(صحیح مسلم۔رقم:۲۹۸۰)

۴۔ حضرت عبدالرحمن بن بکرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ ایک آدمی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کسی دوسرے آدمی کی تعریف بیان کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تجھ پر افسوس ہے! کہ تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی، تو نے اپنے بھائی کی گردن کاٹ دی۔کئی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے دہرایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ جب تم میں سے کوئی آدمی اپنے ساتھی کی تعریف ہی کرنا چاہے، تو اسے چاہیے کہ وہ ایسے کہے، کہ میرا گمان ہے اور اللہ خوب جانتا ہے اور میں اس کے دل کا حال نہیں جانتا، انجام کا علم اللہ ہی کو ہے، کہ وہ ایسے ایسے ہے۔(صحیح مسلم۔رقم:۳۰۰۴)

۵۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! آخری زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے، جو دنیا کو دین سے حاصل کریں گے۔وہ (لوگوں کو دکھانے اور اپنا معتقد بنانے کے لیے) دنبوں کی کھال کا لباس پہنیں گے۔اور ان کی زبانیں چینی سے زیادہ میٹھی ہوں گی، جبکہ ان کے دل بھیڑیوں کے دل سے بھی بدتر ہوں گے۔چنانچہ اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، کہ کیا تم لوگ میرے سامنے غرور کرتے اور مجھ پر اتنی جرات رکھتے ہو، میں اپنی ذات مقدس کی قسم کھاتا ہوں، کہ میں ان میں ایک ایسا فتنہ برپا کردوں گا، کہ ان کا بردبارترین شخص بھی حیران رہ جائے گا۔(جامع ترمذی۔رقم:۲۲۲۱)

۳۲

مقروض کو مہلت دینا ہے

۱۔ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، کہ میں اور میرا باپ علم کے حصول کے لیے قبیلہ حی میں گئے۔ یہ اس قبیلہ کی ہلاکت سے پہلے کی بات ہے، تو سب سے پہلے ہماری ملاقات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ سے ہوئی۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ان کا غلام بھی تھا، جس کے پاس صحیفوں کا ایک بستہ تھا۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ ایک چادر اوڑھے ہوئے تھے اور مغافری کپڑے پہنے ہوئے تھے اور حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ کے غلام پر بھی ایک چادر تھی اور وہ بھی مغافری کپڑے پہنے ہوئے تھا۔ فرماتے ہیں، کہ میرے باپ نے ان سے کہا اے چچا! میں آپ کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات دیکھ رہا ہوں۔ انہوں نے فرمایا! فلاں بن فلاں حرامی کے اوپر میرا کچھ مال تھا۔ میں اس کے گھر گیا اور میں نے سلام کیا اور میں نے کہا کیا کوئی شخص ہے؟ گھر والوں نے کہا نہیں۔ اسی دوران اس کا بیٹا باہر نکلا، میں نے اس سے پوچھا تیرا باپ کہاں ہے؟ اس نے کہا، آپ کی آواز سن کر میری ماں کے چھپر کھٹ میں داخل

ہو گیا ہے۔ پھر میں نے کہا! میری طرف باہر نکل۔ مجھے معلوم ہو گیا ہے، کہ تو کہاں ہے۔ پھر وہ باہر نکلا، تو میں نے اس سے کہا، تو مجھ سے چھپا کیوں تھا؟ اس نے کہا! اللہ کی قسم! میں آپ سے بیان کرتا ہوں اور آپ سے جھوٹ نہیں کہوں گا، کہ اللہ کی قسم! مجھے آپ سے جھوٹ کہتے ہوئے ڈر لگا اور مجھے آپ سے وعدہ کرنے کے بعد اس کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خوف معلوم ہوا۔ کیونکہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابی ہیں اور اللہ کی قسم میں ایک تنگ دست آدمی ہوں۔

حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ میں نے کہا کیا تو اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہے؟ اس نے کہا! میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے فرمایا! کیا تو اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہے؟ اس نے کہا! میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے پھر فرمایا! کیا تو اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہے؟ اس نے کہا! میں اللہ کو حاضر و ناظر جان کر کہتا ہوں۔ حضرت ابوالیسر رضی اللہ عنہ نے وہ کاغذ منگوا کر اپنے ہاتھ سے اسے مٹا دیا اور فرمایا! اگر تو پائے تو اسے ادا کر دینا ورنہ میں تجھے معاف کرتا ہوں۔ پھر اپنی آنکھوں پر دو انگلیاں رکھ کر فرمایا! کہ میں گواہی دیتا ہوں، کہ میری ان آنکھوں نے دیکھا اور میرے ان دونوں کانوں نے سنا اور میرے اس دل نے اس کو یاد رکھا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں، جو آدمی کسی تنگ دست کو مہلت دے یا اس سے اس کا قرض معاف کر دے، تو اللہ تعالیٰ اسے اپنے سائے میں جگہ عطا فرمائے گا۔ (صحیح مسلم۔رقم: ۳۰۱۵)

۳۳

بددعانہیں کرنی چاہیے

۱۔ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ بطن بواط کے غزوہ میں چلے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجدی بن عمرو جہنی کی تلاش میں تھے اور ہمارا حال یہ تھا، کہ ہم پانچ اور چھ اور سات آدمیوں میں ایک اونٹ تھا۔ جس پر ہم باری باری سواری کرتے تھے۔ اس اونٹ پر ایک انصاری کی سواری کی باری آئی، تو اس نے اونٹ بٹھایا اور پھر اس پر چڑھا اور پھر اسے اٹھایا۔ اس نے کچھ شوخی دکھائی، تو انصاری نے کہا اللہ تجھ پر لعنت کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! یہ اپنے اونٹ پر لعنت کرنے والا کون ہے؟ انصاری نے عرض کیا میں ہوں، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اس سے نیچے اتر جا اور ہمارے ساتھ کوئی لعنت کیا ہوا، اونٹ نہ رہے۔

پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اپنی جانوں کے خلاف بددعا نہ کیا کرو اور نہ اپنی اولاد کے خلاف بددعا کیا

کرو اور نہ ہی اپنے مالوں کے خلاف بد دعا کیا کرو، کیونکہ ممکن ہے، کہ وہ بد دعا ایسے وقت میں مانگی جائے، کہ جب اللہ تعالیٰ سے کچھ مانگا جاتا ہو اور تمہیں عطا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ تمہاری وہ دعا قبول فرمائے۔(صحیح مسلم۔رقم:۳۰۱۸)

۳۴

لمبی عمر میں احتیاط لازم ہے

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالیٰ نے اس آدمی کے عذر کے سلسلے میں حجت تمام کر دی، جس کی موت کو مؤخر کیا، یہاں تک کہ وہ ساٹھ سال کی عمر کو پہنچ گیا۔
(بخاری۔رقم:۶۴۱۹)

۲۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! انسان کی عمر بڑھتی جاتی ہے اور اس کے ساتھ دو چیزیں اس کے اندر بڑھتی جاتی ہیں: مال کی محبت اور عمر کی درازی۔
(بخاری۔رقم:۶۴۲۱)

۳۵

شرک ظلم ہے

۱۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ ایک روز میں باہر نکلا، تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تنہا چل رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ کوئی بھی نہ تھا۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ اس سے میں سمجھا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو پسند نہیں فرمائیں گے، کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اس وقت کوئی رہے۔ چنانچہ میں چاند کے سائے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مڑے تو مجھے دیکھا اور دریافت فرمایا! کون ہے؟ میں نے عرض کیا، ابوذر! اللہ مجھے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قربان کرے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! ابوذر! یہاں آؤ۔ پھر میں تھوڑی دیر تک آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلتا رہا۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ جو لوگ (دنیا میں) زیادہ مال و دولت جمع کئے ہوئے ہیں، قیامت کے دن وہی خسارے میں ہوں گے۔ سوائے ان کے جنہیں اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور انہوں نے اسے دائیں بائیں، آگے پیچھے خرچ کیا ہو اور اسے بھلے کاموں میں لگایا ہو۔

ابوذر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ پھر تھوڑی دیر تک میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ چلتا رہا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ یہاں بیٹھ جاؤ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک ہموار زمین پر بٹھا دیا، جس کے چاروں طرف پتھر تھے اور فرمایا! کہ یہاں اس وقت تک بیٹھے رہو، جب تک میں تمہارے پاس لوٹ کے آؤں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پتھریلی زمین کی طرف چلے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو گئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہاں رہے اور دیر تک وہاں رہے۔ پھر میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ کہتے ہوئے تشریف لا رہے تھے ''چاہے چوری کی ہو، چاہے زنا کیا ہو''۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، تو مجھ سے صبر نہیں ہو سکا اور میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مجھے قربان کرے۔ اس پتھریلی زمین کے کنارے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس سے باتیں کر رہے تھے؟ میں نے تو کسی دوسرے کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے باتیں کرتے نہیں دیکھا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ ''یہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔ پتھریلی زمین (حرہ) کے کنارے وہ مجھ سے ملے اور کہا کہ اپنی امت کو خوش خبری سنا دو! کہ جو بھی اس حال میں مرے گا، کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراتا ہو، تو وہ جنت میں جائے گا۔

(آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں) میں نے عرض کیا! اے جبریل علیہ السلام! خواہ اس نے چوری کی ہو اور زنا کیا ہو؟ انہوں نے کہا، ہاں۔ میں نے پھر عرض کیا، خواہ اس نے چوری کی ہو، زنا کیا ہو؟ جبریل علیہ السلام! نے کہا، ہاں، خواہ اس نے شراب ہی پی ہو۔'' (بخاری۔ رقم: ۶۴۴۳)

۲۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔ کجاوے کے آخری حصہ کے سوا، میرے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! اے معاذ! میں نے عرض کیا، لبیک وسعدیک یا رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! پھر تھوڑی دیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے رہے، پھر فرمایا! اے معاذ! میں نے عرض کیا، لبیک وسعدیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! پھر تھوڑی دیر مزید آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے رہے۔ پھر فرمایا! اے معاذ! میں نے عرض کیا، لبیک وسعدیک یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمہیں معلوم ہے، کہ اللہ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ علم ہے۔ فرمایا! اللہ کا بندوں پر یہ حق ہے، کہ وہ اللہ ہی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھوڑی دیر چلتے رہے اور فرمایا! اے معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ! میں نے عرض کیا، لبیک وسعدیک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! تمہیں معلوم ہے، کہ جب بندے یہ کرلیں تو ان کا اللہ پر کیا حق ہے؟ میں نے عرض کیا، اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زیادہ علم ہے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ بندوں کا اللہ پر یہ حق ہے، کہ وہ انہیں عذاب نہ دے۔ (بخاری۔ رقم: ٦٥٠٠)

۳۶

جنت اور دوزخ کے باسی

۱۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک دن نماز پڑھائی، پھر منبر پر چڑھے اور اپنے ہاتھ سے مسجد کے قبلہ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا! کہ اس وقت جب میں نے تمہیں نماز پڑھائی، تو مجھے اس دیوار کی طرف جنت اور دوزخ کی تصویر دکھائی گئی۔ میں نے (ساری عمر میں) آج کی طرح نہ کوئی بہشت کی سی خوبصورت چیز دیکھی، نہ دوزخ کی سی ڈراؤنی۔ میں نے آج کی طرح نہ کوئی بہشت کی سی خوبصورت چیز دیکھی اور نہ دوزخ کی سی ڈراؤنی چیز۔
(بخاری۔رقم:۶۴۶۸)

۲۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت تمہارے جوتے کے تسمے سے بھی زیادہ تم سے قریب ہے اور اسی طرح دوزخ بھی۔ (بخاری۔رقم:۶۴۸۸)

۳۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! مومنین جہنم سے چھٹکارا

پا جائیں گے، لیکن دوزخ و جنت کے درمیان ایک پل پر انہیں روک لیا جائے گا۔ پھر ایک کے دوسرے پر ان مظالم کا بدلہ لیا جائے گا، جو دنیا میں ان کے درمیان آپس میں ہوئے تھے اور جب کانٹ چھانٹ کر لی جائے گی اور صفائی ہو جائے گی، تب انہیں جنت میں داخل ہونے کی اجازت ملے گی۔ (بخاری۔ رقم: ٦٥٣٥)

۴۔ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ قیامت کے دن دوزخیوں میں عذاب کے اعتبار سے سب سے ہلکا عذاب پانے والا وہ شخص ہوگا، جس کے دونوں پیروں کے نیچے دو انگارے رکھ دیے جائیں گے، جن کی وجہ سے اس کا دماغ کھول رہا ہوگا، جس طرح ہانڈی اور کیتلی جوش کھاتی ہے۔ (بخاری۔ رقم: ٦٥٦٢)

۵۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جس کے حساب میں کھود کرید کی گئی، اس کو ضرور عذاب ہوگا۔ (بخاری۔ رقم: ٦٥٣٦)

٦۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے تھے، کہ قیامت کے دن کافر کو لایا جائے گا اور اس سے پوچھا جائے گا، کہ تمہارا کیا خیال ہے اگر زمین بھر کر تمہارے پاس سونا ہو، تو کیا سب کو (اپنی نجات کے لیے) فدیہ میں دے دو گے؟ وہ کہے گا، کہ ہاں! تو اس وقت اس سے کہا جائے گا، کہ تم سے اس سے بہت آسان چیز کا (دنیا میں) مطالبہ کیا گیا تھا۔ (بخاری۔ رقم: ٦٥٣٨)

٧۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت میں جو بھی داخل ہوگا، اسے اس کا جہنم میں ٹھکانہ بھی دکھایا جائے گا، کہ اگر نافرمانی کی ہوتی (تو وہاں اسے جگہ ملتی)، تاکہ وہ اور زیادہ شکر کرے اور جو بھی جہنم میں داخل ہوگا، اسے اس کا جنت کا ٹھکانا بھی دکھایا جائے گا، کہ اگر اچھے عمل

کئے ہوتے (تو وہاں جگہ ملتی)، تا کہ اس کے لیے حسرت وافسوس کا باعث ہو۔ (بخاری۔رقم:۶۵۶۹)

۸۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جب اہل جنت، جنت میں چلے جائیں گے اور اہل دوزخ، دوزخ میں چلے جائیں گے، تو موت کو لایا جائے گا اور اسے جنت اور دوزخ کے درمیان رکھ کر ذبح کر دیا جائے گا۔ پھر ایک آواز دینے والا آواز دے گا، کہ اے جنت والو! تمہیں اب موت نہیں آئے گی اور اے دوزخ والو! تمہیں بھی اب موت نہیں آئے گی۔ اس بات سے جنتی اور زیادہ خوش ہوں گے اور جہنمی اور زیادہ غمگین ہو جائیں گے۔ (بخاری۔رقم:۶۵۴۸)

۹۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ اللہ تعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا کہ اے جنت والو! جنتی جواب دیں گے ہم حاضر ہیں اے ہمارے پروردگار! تیری سعادت حاصل کرنے کے لیے۔ اللہ تعالیٰ پوچھے گا، کیا اب تم لوگ خوش ہوئے؟ وہ کہیں گے اب بھی بھلا ہم راضی نہ ہوں گے، کیونکہ اب تو تو نے ہمیں وہ سب کچھ دے دیا، جو اپنی مخلوق کے کسی آدمی کو نہیں دیا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا! کہ میں تمہیں اس سے بھی بہتر چیز دوں گا۔ جنتی کہیں گے، اے رب! اس سے بہتر اور کیا چیز ہوگی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا! کہ اب میں تمہارے لیے اپنی رضا مندی کو ہمیشہ کے لیے دائمی کر دوں گا، یعنی اس کے بعد کبھی تم پر ناراض نہیں ہوں گا۔ (بخاری۔رقم:۶۵۴۹)

۱۰۔ حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جنت والے (اپنے اوپر کے درجوں کے) بالا خانوں کو اس طرح دیکھیں گے، جیسے تم آسمان میں ستاروں کو دیکھتے ہو۔ (بخاری۔رقم:۶۵۵۵)

۱۱۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! میں خوب جانتا ہوں، کہ اہل جہنم میں سے کون سب سے آخر میں وہاں سے نکلے گا اور اہل جنت میں کون سب سے آخر میں اس میں داخل ہو

گا۔ ایک شخص جہنم سے گھٹنوں کے بل گھسٹتے ہوئے نکلے گا، اللہ تعالیٰ اس سے کہے گا، کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ جنت کے پاس آئے گا، لیکن اسے ایسا معلوم ہو گا، کہ جنت بھری ہوئی ہے۔ چنانچہ وہ واپس آئے گا اور عرض کرے گا، اے میرے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا، اللہ تعالیٰ پھر اس سے کہے گا، کہ جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ۔ وہ پھر آئے گا، لیکن اسے ایسا معلوم ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ واپس لوٹے گا اور عرض کرے گا، کہ اے رب! میں نے جنت کو بھرا ہوا پایا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا جاؤ اور جنت میں داخل ہو جاؤ تمہیں دنیا اور اس سے دس گنا دیا جاتا ہے یا (اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ) تمہیں دنیا کے دس گنا دیا جاتا ہے۔ وہ شخص کہے گا، تو میرا مذاق بناتا ہے، حالانکہ تو شہنشاہ ہے۔ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں) میں نے دیکھا کہ اس بات پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنس دیے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے کے دندان مبارک ظاہر ہو گئے اور کہا جاتا ہے، کہ وہ جنت کا سب سے کم درجے والا شخص ہو گا۔ (بخاری۔ رقم: ۶۵۷۱)

۳۷

امانت ضائع نہ کرو

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب امانت ضائع کی جائے، تو قیامت کا انتظار کرو! پوچھا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم امانت کس طرح ضائع کی جائے گی؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا! جب کام نا اہل لوگوں کے سپرد کر دیئے جائیں، تو قیامت کا انتظار کرو۔
(بخاری۔رقم: ٦٤٩٦)

۳۸

ہر عروج کو زوال ہے

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اونٹنی تھی جس کا نام ''عضباء'' تھا۔کوئی جانور دوڑ میں اس سے آگے نہیں بڑھ پاتا تھا۔ پھر ایک اعرابی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آیا اور وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اونٹنی سے آگے بڑھ گیا۔مسلمانوں پر یہ معاملہ بڑا شاق گزرا۔اور کہنے لگے کہ افسوس!عضباء پیچھے رہ گئی۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس پر فرمایا! کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اوپر یہ لازم کر لیا ہے، کہ جب دنیا میں وہ کسی چیز کو بڑھاتا ہے،تو اسے وہ گھٹاتا بھی ہے۔(بخاری۔رقم:٦٥٠١)

۳۹

شہید کا مقام بلند ہے

۱۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے بیان کیا، کہ حارثہ بن سراقہ رضی اللہ عنہ بدر کی لڑائی میں شہید ہو گئے۔ وہ اس وقت نوعمر تھے، تو ان کی والدہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں آئیں اور عرض کیا یا رسول اللہ! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہے، کہ حارثہ سے مجھے کتنی محبت تھی، اگر وہ جنت میں ہے، تو میں صبر کرلوں گی اور صبر پر ثواب کی امیدوار رہوں گی اور اگر کوئی اور بات ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیکھیں گے کہ میں اس کے لیے کیا کرتی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! افسوس! کیا تم پگلی ہو گئی ہو۔ جنت ایک ہی نہیں ہے، بہت سی جنتیں ہیں اور وہ (حارثہ رضی اللہ عنہ) جنت الفردوس میں ہے۔ (بخاری۔ رقم: ۶۵۵۰)

۴۰

فوت شدہ کا احترام لازم ہے

۱۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا، کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! جو لوگ مر گئے، ان کو برا نہ کہو! کیونکہ جو کچھ انہوں نے آگے بھیجا تھا، اس کے پاس وہ خود پہنچ چکے ہیں۔ انہوں نے برے بھلے جو بھی عمل کئے تھے، ویسا بدلہ پالیا۔ (بخاری۔ رقم: ۶۵۱۶)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ انصار میں سے ایک آدمی نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کے والد، جو زمانہ جاہلیت میں ہی فوت ہو گئے تھے، کے متعلق نازیبا کلمات کہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اسے طمانچہ دے مارا۔ اس کی قوم کے لوگ آئے اور کہنے لگے، ہم بھی انہیں اسی طرح طمانچہ ماریں گے، جیسے انہوں نے مارا ہے اور اسلحہ پہننے لگے۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جب اس بات کا پتہ چلا، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور فرمایا! اے لوگو! یہ بتاؤ، کہ اللہ کی بارگاہ میں اہل زمین میں سب سے زیادہ معزز کون ہے؟ لوگوں نے عرض کیا! آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! کہ پھر عباس

رضی اللہ عنہ مجھ سے ہیں اور میں ان سے ہوں۔ اس لیے تم ہمارے فوت شدگان کو برا بھلا کہہ کر، ہمارے زندوں کو اذیت نہ پہنچاؤ، یہ سن کر اس انصاری کی قوم والے آئے اور کہنے لگے، کہ ہم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غصے سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ (مسند احمد۔ رقم: ۲۵۹۸)

۳۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے، کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا! کسی فوت شدہ مسلمان کی ہڈی توڑنا ایسے ہی ہے، جیسے کسی زندہ آدمی کی ہڈی توڑنا۔ (مسند احمد۔ رقم: ۲۳۲۱۶)

۴۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے ایک فوت شدہ آدمی کا تذکرہ ہوا۔ لوگ اس کے عمدہ خصائل اور اس کی تعریف بیان کرنے لگے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا! واجب ہوگئی۔ اسی اثناء میں ایک اور آدمی کا تذکرہ ہوا اور لوگوں نے اس کے برے خصائل اور اس کی مذمت بیان کی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا! واجب ہوگئی، پھر فرمایا! کہ تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔ (مسند احمد۔ رقم: ۹۶۹۶)

۵۔ حضرت ابو ابراہیم رحمۃ اللہ علیہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں، کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز جنازہ پڑھتے، تو یہ دعاء فرماتے تھے! کہ اے اللہ ہمارے زندہ اور فوت شدہ بڑوں اور بچوں، مردوں اور عورتوں اور موجودہ و غائب سب کی بخشش فرما۔ (مسند احمد۔ رقم: ۱۶۸۸۷)

کتابیات

۱۔ www.quranurdu.com

۲۔ مکی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابوطالب محمد بن عطیہ حارثی، 'قوت القلوب' ترجمہ محمد منظور الوجیدی، شیخ غلام علی اینڈ سنز، لاہور

۳۔ احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام، 'مسند امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ' ترجمہ مولانا محمد ظفر اقبال، مکتبہ رحمانیہ، لاہور

۴۔ القرآن فیکٹس اینڈ سٹیٹسٹکس، 'القرآن والاحادیث' ورژن ۴، لاہور، ۲۰۰۷

۵۔ القشیری رحمۃ اللہ علیہ، امام ابوالقاسم عبدالکریم بن ھوازن، 'الرسالہ قشیریہ فی علم التصوف' ترجمہ شاہ محمد چشتی، اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز، لاہور، ۲۰۰۷

۶۔ امام ابی بکر عبداللہ بن محمد عبید ابن ابی الدنیا، 'مکارم الاخلاق' دارالکتب العلمیہ، بیروت، ۱۹۸۹

۷۔ بخاری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، 'صحیح بخاری شریف' ترجمہ حضرت مولانا محمد داود راز، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، دہلی، ۲۰۰۴

۸۔ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام محمد بن عیسیٰ، 'جامع ترمذی شریف' ترجمہ مولانا افضل احمد صاحب، دارالاشاعت، کراچی

۹۔ علی رضی اللہ عنہ، حضرت، 'نہج البلاغہ' مدیر علامہ سید شریف الرضی، ترجمہ علامہ سید ذیشان حیدر جوادی، محفوظ بک ایجنسی، کراچی، ۱۹۹۹

۱۰۔ سراج رحمۃ اللہ علیہ، شیخ ابونصر، 'کتاب اللمع فی التصوف' ترجمہ سید اسرار بخاری، تصوف فاونڈیشن، لاہور، ۲۰۰۰

۱۱۔ ماجہ رحمۃ اللہ علیہ، حافظ ابی عبداللہ محمد بن یزید، 'سنن ابن ماجہ شریف' ترجمہ مولانا محمد قاسم امین، مکتبہ العلم، لاہور

۱۲۔ مسلم رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام ابوالحسین مسلم بن الحجاج، 'صحیح مسلم شریف' ترجمہ علامہ وحید الزمان، مرکزی جمعیت اہل حدیث ہند، دہلی، ۲۰۰۴

۱۳۔ نسائی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد بن شعیب، 'سنن نسائی شریف' ترجمہ مولانا افضل احمد صاحب، دارالاشاعت، کراچی، ۲۰۰۱

ہمارے ملک میں جاری طلب زر اور حصول اقتدار کی جنگ سے نجات صرف اس وقت مل سکتی ہے جب اسلام کے آفاقی اور سنہرے اصولوں کی روشنی میں ہماری باطنی زندگیوں کے اندر حقیقی تبدیلیاں رونماں ہوں۔ ایسے مثبت اور حیات آفرین انقلاب کے لیے پاکیزہ لٹریچر سب سے بڑا عنصر ہے۔ جناب بیرسٹر ظفر اللہ خان صاحب کی 'کتاب الزہد' کو اس سلسلۃ الذہب کی مفید کڑی قرار دیا جاسکتا ہے۔

پیر محمد امین الحسنات شاہ

سجادہ نشین دربار عالیہ بھیرہ شریف

وزیر مملکت برائے مذہبی واقلیتی امور اسلامی جمہوریہ پاکستان

ہمارے زمانے میں نفس کی چالوں میں اتنی باریکیاں پیدا ہوگئی ہیں کہ اس کی ہلاکت خیزی کو ٹھیک سے محسوس کر لینا بھی سخت دشوار ہوتا جارہا ہے، اور نفس پرستی میں ذہن کو قائل کر دینے والی طاقت بھی پیدا ہو چلی ہے۔ یہ اتنی پیچیدہ اور ہولناک صورتحال ہے جس سے نکلنے کے لیے لازم ہے کہ ہم اپنے دینی تصورِ انسان کا احیاء کریں اور بندگی کے ان اساسی احوال کی بڑے پیمانے پر تجدید کریں جن کی بنیاد پر ہمارے اسلاف نے نفس اور دنیا دونوں کو پوری طرح غالب نہیں آنے دیا تھا۔

احمد جاوید

ڈائریکٹر اقبال اکیڈمی لاہور، پاکستان

---

www.emel.com.pk

ایمل مطبوعات

ISBN: 978-969-9556-08-1

9 789699 556081

Rs. 300 US$ 10